تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۴/مارچ ۱۹۹۸ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

سب کچھ خدا سے مانگ لیا.......

"وادی احد میں اسلام خطرے میں ہے!" بوڑھوں' بچوں' بیماروں اور عورتوں نے مدینہ میں خطرہ کی گھنٹی گونجتی ہوئی سنی اور انسانیت کا وہ معذور و کمزور طبقہ جس کے کاندھوں کو خدا اور اسکے رسولؐ نے شمشیر و سناں کے خونریز معرکوں کے بارگراں سے آزاد رکھا تھا' پناہ گاہوں میں چھپنے کے بجائے باہر نکل پڑا... پارہ کی طرح بیتاب' بجلی کی طرح تڑپتا ہوا اور شہادت کے لئے ماہی بے آب' وہ کس خطرہ سے پناہ ڈھونڈ کر زندہ رہنے کی تمنا کریں جبکہ ان کی زندگی کا حاصل اور ان کی آرزوؤں کا روح رواں "اسلام" خطرے میں ہے؟ اسلام خطرے میں ہو تو پھر کوئی خطرہ خطرہ نہیں' جب دین پر آنچ آرہی ہو تو متاع دنیا ان کے کس کام کی؟

خدا' رسولؐ اور اسلام کے قدموں پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے ضعیف انسانیت کا ہجوم بے رحم طاقتوں سے ٹکرانے کے لئے والہانہ شوق کے عالم میں رواں دواں تھا۔ زندگی خود ہی موت کے تعاقب میں نکل کھڑی ہوئی تھی' پناہیں خود ہی خطرات کو للکارنے کے لئے قربانی و ایثار کے نشہ میں وجد کرتی چلی جارہی تھیں۔ یہ ام عمارہؓ تھیں جو اس موت و ہلاکت کے دہانے پر بجلی کی طرح کوندتی چلی جارہی تھیں' جہاں خدا کا آخری پیغمبرؐ تیر و سناں کی بوچھاڑ میں محصور تھا' جہاں سچ مچ اسلام خطرہ میں تھا!

ایمان و یقین کا یہ نسوانی پیکر' جسے خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت نے شعلہ جوالا میں تبدیل کر دیا تھا' آہن و فولاد کی دیواریں ڈھاتا ہوا' بے ضمیر انسانیت کے آہنی جوش کفر کے پرخچے اڑاتا ہوا' وار کرتا اور زخم پر زخم کھاتا ہوا' اس معرکہ کارزار تک جا پہنچا جہاں شیطنت' دین حق کا آخری چراغ گل کرنے کے لئے آندھیوں کی طرح پھنکار رہی تھی اور درندوں کی طرح پوری وحشت و قوت سے دہاڑ رہی تھی۔ مرد اور بے رحم مرد' جس کے سینہ میں کفر و شرک کی قساوت نے گوشت کے دل کو پتھر کے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا تھا' فوج در فوج' موج در موج ہو کر اس تنہا عورت کے وجود پر جھپٹ پڑا جو دیکھتے ہی دیکھتے طاغوتی فوج کو موت کے گھاٹ اتارے دے رہی تھی۔ جس کی للکار سے احد کا میدان جنگ گونج رہا تھا اور جس کے رجز سے زمین و آسمان اور کائنات کی فضائیں مرتعش ہو کر رہ گئی تھی' جو حق و باطل کے تباہ کن معرکہ میں چٹان کی طرح سینہ سپر ہو کر زخم پر زخم کھا رہی تھیں مگر اپنے لہو میں نہا نہا کر جس کا عزم شہادت تازہ دم ہو رہا تھا —— جس کو رسول خداؐ نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا "شاباش اے ام عمارہؓ! اسلام تم پر فخر کرتا ہے"۔ "نہیں اے خدا کے رسولؐ!" عمارہؓ نے خون میں نہایا ہوا چہرہ رسول خداؐ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا "میں کچھ اور بھی چاہتی ہوں" اور یہ کہتے ہوئے انؓ کی زندگی کی حسین ترین آرزو' ان کے روح و دل کی گہرائیوں سے' جسم کے ریشہ ریشہ سے بے تابی بن کر ابل پڑی۔ کیسی تڑپ تھی ان کی آواز میں' کتنا درد' کس قدر سوز۔ اے خدا کے رسولؐ دعا فرمایئے کہ میں موت کے بعد آپ کے قدموں میں اٹھائی جاؤں" جب خدا کے رسولؐ نے دعا کو ہاتھ اٹھا دیئے تو وہ اس طرح پرسکون و مطمئن ہو گئیں جیسے دولت جہاں مل گئی ہو' جیسے ان کی تھکی ہوئی پرشوق آنکھیں زبان حال سے کہہ رہی ہوں "سب کچھ خدا سے مانگ لیا تم کو مانگ کر اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد"۔

(اقتباس از "کیا ہم مسلمان ہیں؟" مولف : شمس نوید عثمانی)

شمارہ : 8

قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود!

گزشتہ اتوار لاہور میں بسنت کا تہوار بہت دھوم دھام اور غیر معمولی اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ "زندہ دلان لاہور" کی زندہ دلی اور وسیع ظرفی کا یہ مظہر بھی سامنے آیا کہ پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں کو بھی بطور خاص اس "پر مسرت" موقع پر مدعو کیا گیا جن کی شرکت سے من و تو کا فرق مٹ گیا اور اس ہندوانہ تہوار کے حوالے سے ثقافتی یک جہتی اور یک رنگی کا ایک غیر معمولی مظاہرہ ہوا۔ مزید ستم ظریفی یہ کہ ملک کے معزز ترین ایوان یعنی سینٹ کے چیئرمین اور آئینی اعتبار سے صوبہ پنجاب کی سب سے زیادہ بااختیار شخصیت یعنی گورنر پنجاب نے بھی بسنت کی تقریبات میں شرکت کر کے اس کے "مشرف بہ سرکار" ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی، کہ ع
"حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے"۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس ہندوانہ تہوار کا اس طور سے منایا جانا بہت سے اعتبارات سے تشویش کا باعث ہے چنانچہ گزشتہ چند دنوں کے دوران قومی اخبارات میں اس موضوع پر شائع ہونے والے بہت سے کالم قومی بے حسی بلکہ بے غیرتی کے اس مظاہرے پر نوحہ کناں نظر آئے۔ بالخصوص اس موقع پر روشن خیالی کے عنوان سے جس ثقافت کا مظاہرہ ہوا وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ ملک کے "اعلیٰ" طبقات میں جن میں بیورو کریٹس اور نو دولتیے سرفہرست ہیں، بسنت کے موقع پر رقص و سرود کی محفلوں کا انعقاد اور شراب کا کھلے عام استعمال ایک ایسی روایت کا درجہ اختیار کر چکا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پختہ سے پختہ تر ہو رہی ہے اور خواص کے طبقے سے نکل کر دیگر طبقات کو بھی بتدریج اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ اب سکھوں اور ہندوؤں کو بھی اپنی اس "خوشی" میں شریک کرنا ایک ایسا سنگین اضافہ ہے جو اندیشہ یہ ہے کہ بہت جلد ایک روایت کی صورت اختیار کر لے گا۔ اس لئے کہ اکثر قومی اخبارات کے ذریعے بسنت کو بتدریج جس انداز میں سامنے آئی ہے اور پی ٹی وی نے "بسنت نائٹ" مناکر اس کی جس طور سے حوصلہ افزائی کی ہے اس کے پیش نظر بلا خوف تردید یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آئندہ سال اس "ہنگامہ ہائے ہاؤ ہو" میں مزید اضافہ ہو ہی ہو گا، کمی نہیں ہو گی۔

ستم بالائے ستم یہ کہ یہ کام ایک ایسی حکومت کے دور میں اور اس کے زیر سایہ ہوا ہے جو نظریہ پاکستان کی علمبردار اور پاکستان کے خالق ہونے کی مدعی ہے ع "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!" ہندو نے تو نظریہ پاکستان کو ایک دن کیلئے بھی ذہنی طور پر قبول نہیں کیا تھا اور وہ ہمیشہ اس تقسیم کو ختم کرنے اور اس سرحدی لکیر کو مٹانے کے درپے رہا کہ جو اس کے خیال کے مطابق "دھرتی ماتا" کے ٹکڑے کرنے کا باعث بنی، اب یوں محسوس ہونے لگا کہ مسلمانان پاکستان بھی نظریہ پاکستان اور دو قومی نظریئے سے تائب ہونے پر تلے ہوئے ہیں۔ ع دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

اس ہندوانہ تہوار کے موقع پر پتنگ بازی کے شوق میں ہر سال کتنے ہی نوجوان اور بچے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور زخمی ہونے اور ٹانگ یا بازو تڑوا بیٹھنے والوں کی تعداد کا تو شمار ممکن نہیں۔ پھر اسراف و تبذیر کے جو مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور اس حوالے سے جو اعداد و شمار سامنے آتے ہیں وہ ایک باشعور انسان کے ہوش اڑا دینے کے لئے کافی ہیں۔ کروڑوں اور اربوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے۔ پتنگوں کے ساتھ دھات کی باریک تار استعمال کرنے کے نتیجے میں واپڈا کا جو نقصان ہوتا ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔ گزشتہ سال بسنت کے اس تہوار کے باعث ایک دن میں واپڈا کو چالیس کروڑ کا نقصان اٹھانا پڑا۔ ایک ایسے ملک میں جس کی معیشت سودی قرضوں کے بوجھ تلے سسک رہی ہو اس نوع کے اللوں تللوں اور قومی دولت کے ضیاع کا آخر کیا جواز ہے؟ ہمارے ارباب اقتدار اپنے اقتدار کے تحفظ اور ذاتی مفادات کے حصول میں ہی شاید اس درجہ مصروف رہتے ہیں کہ اپنے اصل فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ان کے پاس وقت نہیں بچتا، ورنہ اس غیر اسلامی تہوار کے حوالے سے منعقد ہونے والی تقریبات پر پابندی لگانا اور اس فضول خرچی اور بے جا اسراف کی سرکاری سطح پر حوصلہ شکنی کرنا ان کا اولین فریضہ قرار پاتا۔ لیکن انہیں بھی شاید قوم کو کھلونے دے کر بہلائے رکھنے ہی میں عافیت نظر آتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اقتدار کے ساتھ چمٹے رہنے کا یہی تیر بہدف نسخہ ہے۔

پوری قوم بے مقصدیت کے صحرائے تیہ میں بھٹک رہی ہے۔ سرمایہ دار طبقے اور مقتدر طبقات کے یہ لچھن "یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری" کے مصداق بڑے خوفناک انجام کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر۱۶ کے آئینے میں ہم اپنی مجموعی قومی صورتحال کا عکس بخوبی دیکھ سکتے ہیں: فرمایا

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں، تو ہم اس بستی کے خوشحال اور سرمایہ دار طبقات کو حکم دیتے ہیں (یعنی انہیں کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں) چنانچہ وہ اس میں فسق و فجور کا بازار خوب گرم کرتے ہیں یہاں تک کہ ان پر اللہ کا قانون عذاب لاگو ہو جاتا ہے اور پھر ہم اس بستی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ اس انجام بد سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین یا رب العالمین

سچے اہل ایمان کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہے!

شعور کی سطح جس قدر بلند ہو گی اسی نسبت سے نصب العین بھی بلند تر اور واضح ہو گا!

امت مسلمہ ایک نظریاتی جماعت ہے جسکی اساس و بنیاد کی حیثیت قرآن مجید کو حاصل ہے

"وطن" دور حاضر کا سب سے بڑا معبود ہے جس کی عظمت کے راگ الاپے جاتے ہیں

آج کا انسان اپنے آپ کو محض ایک ترقی یافتہ حیوان ہی سمجھتا ہے!

۲۲ فروری ۹۸ء کو مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں ناظم نشر و اشاعت حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی تلخیص

منبر و محراب

مرتب : نعیم اختر عدنان

خطبہ مسنونہ اور سورۂ حج کے آخری رکوع کی تلاوت کے بعد اپنے خطاب جمعہ کا آغاز کرتے ہوئے جناب حافظ عاکف سعید نے کہا کہ خطاب جمعہ کی اصل غرض و غایت تعلیم و تعلّم قرآن ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ جمعہ میں آیات قرآنی کی تلاوت کیا کرتے اور اہل ایمان کو تذکیر فرمایا کرتے تھے (کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ القران ویذکر الناس) جمعہ کا نظام درحقیقت تعلیم بالغاں کا نظام ہے۔ امت مسلمہ ایک نظریاتی جماعت ہے' جس کی اساس و بنیاد کی حیثیت قرآن مجید کو حاصل ہے۔ اس نظریئے کو بار بار تازہ کرنا خطاب جمعہ کا اصل حاصل ہے۔ سورۂ حج کے آخری رکوع کو ایک لحاظ سے قرآن مجید کی دعوت اور پیغام کا خلاصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ مختلف مقامات پر جابجا قرآنی دعوت کو ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ العصر بھی انہی مقامات میں سے ایک نہایت جامع مقام ہے جو اپنی جگہ پر قرآن کی مکمل دعوت کا خلاصہ ہے۔ بہت سے اعتبارات سے سورۂ حج کے آخری رکوع کو نہایت منفرد حیثیت حاصل ہے۔ اس وقت مجھے آپ کے سامنے قرآن کی دعوت کا خلاصہ رکھنے کا خیال کیوں آیا؟ ابھی چند ہفتے قبل رمضان المبارک اختتام پذیر ہوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اکثر و بیشتر اہل ایمان کو ایک ماہ میں تراویح کے نظام کے ذریعے پورے قرآن کی سماعت کا شرف حاصل ہوا۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی ہیں جنہیں قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن سننے یا خود بیان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ مسلمان جن کی زندگی نماز اور روزہ سے مزین ہے' وہ رمضان المبارک میں پورے قرآن مجید کی سماعت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہم نے قرآن کی سماعت تو کر لی ہے' یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی تائید و توفیق ہی کا مظہر ہے لیکن ہماری اکثریت کا حال تو "زبان یار من عربی و من عربی نمی دانم" کے مصداق ہے۔ جو وقت قرآن کی سماعت میں صرف ہوا اس سے یقیناً ثواب تو مل گیا اور تلاوت یا سماعت قرآن کی غیر مرئی تاثیر بھی ہمیں حاصل ہو گئی لیکن قرآن کے اصل پیغام اور اس کی حقیقی دعوت سے محرومی ہی رہی۔

درحقیقت قرآن کا اصل پیغام اسی طریقے سے انسان کے سامنے آ سکتا ہے کہ وہ ایک بار ترتیب کے ساتھ پورے قرآن مجید کے ترجمہ سے گزر جائے' "Go Through" ہو جائے۔ رمضان المبارک جیسے مقدس اور بابرکت مہینے میں پورے قرآن مجید کی باترجمہ سماعت کی سعادت ایک منفرد تجربہ ہے' جسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بہرحال اس کمی کی تلافی کے لئے جس قدر ممکن ہو سکے قرآن کے منتخب اور جامع مقامات کے ذریعے قرآن کے پیغام کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ اسی مقصد کے پیش نظر آج کے خطاب جمعہ کے لئے میں نے سورۂ حج کے آخری رکوع کا انتخاب کیا ہے۔

مکی قرآن میں اصل زور شرک کی مذمت اور توحید' رسالت اور آخرت کے اثبات پر دیا گیا ہے جسے ہم ایمان کی دعوت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں' جس کی مخاطب پوری نوع انسانی ہے۔ جبکہ مدینہ میں چونکہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا معاشرہ ابتدائی صورت میں تشکیل پا چکا تھا' وہاں مسلمانوں کو سیاسی اعتبار سے بھی فیصلہ کن حیثیت حاصل تھی۔ لہٰذا مدنی قرآن میں اصل خطاب اہل ایمان سے ہے' جنہیں ایمان کے عملی تقاضوں اور ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی پرزور دعوت دی گئی ہے۔ مکی اور مدنی آیات اور سورتوں کے مضامین بھی مختلف ہیں اور ان کا اسلوب و آہنگ بھی جدا جدا ہے۔ تاہم سورۂ حج کا آخری رکوع اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس میں بیک وقت مکی اور مدنی قرآن کے اساسی مضامین کی دعوت کو یکجا بیان کیا گیا ہے۔ اس رکوع کی ابتدائی آیات میں پہلے ایک سادہ' عام فہم اور بلیغ مثال کے حوالے سے نوع انسانی کو شرک کی مذمت کے ذریعے دعوت فکر دی گئی ہے۔ پھر نہایت حکیمانہ انداز میں شرک کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے مشرکین کی پست ذہنیت پر تبصرہ ان الفاظ میں کیا گیا: "ضعف الطالب والمطلوب" یعنی نہایت کمزور اور لاچار ہے طالب بھی اور مطلوب بھی۔ جن بتوں کی پرستش کی جا رہی ہے' ان کی لاچاری کا اگر یہ عالم ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ کسی مکھی تک کو تخلیق کرنے پر قادر نہیں بلکہ مکھی ان کے سامنے رکھے ہوئے حلوے مانڈے میں سے اگر کچھ چھین کر لے جائے تو وہ اپنا حق اس سے واپس چھیننے کی استطاعت نہیں رکھتے' تو ایسے کمزور اور لاچار معبودوں کو پوجنے والوں کی ذہنی پستی اور لاچاری کا کیا عالم ہو گا!! ـــــ شرک وہ چیز ہے جسے عقل انسانی کسی طرح بھی تسلیم نہیں کرتی۔ انسان کی فطرت خود شرک کے خلاف سب

سے بڑی دلیل اور حجت ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم جنہیں فکر اقبال کے شارح کی حیثیت حاصل ہے نے علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کی نہ صرف وضاحت کی بلکہ ایک درجے میں اسے آگے بھی بڑھایا۔ ڈاکٹر رفیع الدین نے اپنے فکر و فلسفہ کی اساس جن آیات قرآنی پر رکھی ہے ان میں مذکورہ آیت بھی شامل ہے۔ خود علامہ اقبال نے اپنے فلسفہ خودی کا ماخذ "سورۃ الحشر" کی آیت نمبر ۱۹ کو قرار دیا ہے۔ "ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو نتیجتاً اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے بھی غافل کر دیا۔" ایسے لوگ اپنی ذات سے بھی غافل ہو جاتے ہیں اور اشرف المخلوقات میں سے ہونے کے باوجود اپنے آپ کو محض ایک ترقی یافتہ حیوان سمجھتے ہیں۔

حکماء و فلاسفہ کے نزدیک انسان اور حیوان میں چند بنیادی نوعیت کے فرق ہیں۔ ان میں سے ایک نطق و گویائی ہے' جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کو حیوان عاقل بھی کہا جاتا ہے۔ عقل انسان کا خصوصی وصف اور امتیاز ہے جس کی بنیاد پر انسان کو دیگر حیوانات کے مقابلے میں بلند تر مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین کہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کے مابین ایک بہت بڑا فرق اور بھی ہے۔ انسان کسی بلند تر ہستی کو اپنا آئیڈیل' مقصود' مطلوب اور آدرش قرار دے کر اس کی بندگی و پرستش کرتا ہے اور اس کے لئے وہ جان و مال کا ایثار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ حیوانات کے اندر یہ وصف سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا۔ ہر دور میں انسان خواہ اللہ تک رسائی حاصل نہ کر سکا ہو تب بھی کسی نے سورج کو خدا مان کر اس کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ فرشتوں' اولیاء اللہ کو بااختیار سمجھتے ہوئے ان کے بت تراش کر ان کی پوجا شروع کر دی اور کسی نے "انسانیت" کو اپنا معبود قرار دے دیا' تو کسی نے وطن کو اپنا معبود بنا لیا۔ انسان جس چیز کو اپنا نصب العین' آئیڈیل اور آدرش قرار دے لے' جسے وہ اپنا مطلوب و مقصود بنا لے اس کے حصول کے لئے وہ ایثار کرتا ہے' قربانیاں دیتا ہے اور اپنے آرام و سکون کو تج دیتا ہے۔ اگرچہ ہر شخص کسی نہ کسی کو اپنا مطلوب و مقصود قرار دیتا ہے مگر انسانوں کی عظیم اکثریت نصب العین کا شعور و ادراک نہیں رکھتی بلکہ ایسے لوگ محض بھیڑ چال کے سے انداز سے زمانے کے چلن کے ساتھ خود کو ہم آہنگ کر لیتے ہیں۔ تاہم جس شخص کے شعور کی سطح جس قدر بلند ہو گی' اسی نسبت و تناسب سے اس کا نصب العین واضح تر ہو گا۔

جو انسان دنیا پرستی کی دوڑ میں بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں گویا ایسے لوگوں کا نصب العین ہی محض دنیا پرستی ہے۔ لیکن جو انسان نسبتاً زیادہ باشعور ہیں' ان کے سامنے لازماً زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے' جس کے لئے انکی زندگی کی بھاگ دوڑ ہوتی ہے۔ اسی صدی میں کمیونزم اور سوشلزم کے نظام کے قیام کے لئے بے شمار نوجوانوں نے پھانسی کے پھندوں کو چوم کر اپنے گلے میں ڈالا اور اپنے مستقبل کو داؤ پر لگا دیا۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دیں کہ یہی کمیونزم کا نظام ان کا نصب العین اور آئیڈیل بن گیا تھا' جس کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور پھانسی کے پھندوں پر جھول جانا انہوں نے بخوشی گوارا کیا۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے یوں فرمایا ہے کہ "لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے بجائے کچھ اور ہستیوں کو اپنا معبود قرار دے لیا ہے اور وہ ان (معبودان باطل) سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسی کہ اللہ سے کی جانی چاہئے"۔ کسی کم تر ہستی پر ان کی نگاہ اٹک جاتی ہے اور اسے وہ اپنا معبود قرار دے لیتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا' اسے پہچانتا مگر وہ اس ذات حق سے محجوب ہو گیا اور جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے کی جانی چاہئے ویسی ہی محبت وہ دیگر معبودوں سے کرنے لگ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں یہ جذبہ ودیعت کیا ہے کہ وہ کسی کو اپنا معبود مان کر اس کی پوجا کرے' اس کی خوشنودی کے لئے جان و مال لگائے۔ یہ جذبہ اصلاً اس لئے تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود قرار دے کر' اسی کی پوجا و بندگی کرے' اسی کے سامنے سجدہ ریز ہو' اسی سے دعائیں کرے' اسی کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرے اور اسی ذات واحد سے سب سے زیادہ محبت کا اظہار کرے۔ چنانچہ فرمایا گیا "والذین امنوا اشد حبا للہ" یعنی جو سچے اہل ایمان ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ سے نہایت گہری محبت کرتے ہیں"۔ ان کا نصب العین اور مطلوب و مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہی ہوتا ہے۔ یہ تو وہ لوگ ہوئے جنہوں نے واقعتاً اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اسے اپنا آئیڈیل بنا لیا ہے۔ لیکن ایسا شخص جو اللہ کی ذات تک رسائی اور اس کی معرفت حاصل نہیں کر سکا (اگرچہ اس کے اندر بھی پرستش و اطاعت کا جذبہ تو موجود ہے) وہ کسی کم تر ہستی یا کسی نظریہ کو اپنا معبود قرار دے کر اس کی پوجا شروع کر دیتا ہے یہی شرک کی بنیادی وجہ اور اصل سبب ہے۔

دور حاضر میں شرک کی وہ قدیمی صورت بہت کم رہ گئی ہے کہ لوگ اپنے ہاتھوں سے بت تراش کر ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں۔ آج کے دور کا سب سے بڑا معبود وطن ہے۔ وطن پرستی وہ شرک ہے جسے علامہ اقبال نے بخوبی واضح کیا ہے۔ وطن کو معبود کا درجہ دے کر اس کی پرستش کی جا رہی ہے۔ وطن کی سربلندی کے لئے جان و مال لگایا اور کھپایا جا رہا ہے' وطن کی عظمت اور اس کی "جے" کے راگ الاپے جا رہے ہیں۔ علامہ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روش لطف و ستم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اس دور میں وطن کو معبود قرار دے کر جاپانی قوم نے بے انتہا قربانیاں دیں۔ انسان کا نصب العین جتنا بلند ہو گا' اسی قدر اس کا کردار بلند تر ہو گا۔ اگر اس نے کسی کم تر اور گھٹیا چیز کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو انسان کی شخصیت بھی پست رہے گی' اور اس کا سیرت و کردار بھی اسی نسبت سے پست تر رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ جو "اپنے ہی حسن کے دیوانے بنے پھرتے ہیں" سیرت و کردار کے اعتبار سے پست ترین سطح پر ہوتے ہیں' ان کا اپنا نفس ان کا معبود بن جاتا ہے۔ چنانچہ اپنے ذاتی مفادات کے علاوہ ایسے لوگوں کو کوئی اور شے سرے سے نظر ہی نہیں آتی۔ گویا اپنی ذات ہی ان کے لئے مطلوب و مقصود کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ اس سطح سے بلند تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے وطن کو اپنا معبود اور نصب العین بنا لیا ہے۔ وطن کی عظمت کے لئے جینے اور مرنے والا شخص پہلے شخص کے مقابلے میں بلند تر کردار کا حامل ہو گا۔ ایسا شخص قومی مفادات کو اپنے ذاتی اور خاندانی مفادات پر ترجیح دے گا۔ جبکہ ہم مسلمانان پاکستان کا المیہ تو یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو تو چھوڑ دیا مگر ہمیں کوئی دوسرا سہارا بھی دستیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ ہمارے اندر وطن سے محبت کا جذبہ بھی پروان نہیں چڑھ سکا اور اللہ سے تعلق بھی قائم نہ رہا۔ ہماری عظیم اکثریت ذاتی مفادات کے لئے سرگرم عمل ہے' چنانچہ اس لحاظ سے ہم اس وقت بدترین سطح پر کھڑے ہیں۔ اسی لئے اقوام عالم میں ہم کرپشن کی دوڑ میں سرفہرست ہیں۔ میرے خیال میں ہندوستان اور پاکستان کے مابین یہی بنیادی فرق ہے۔ ہندوستان کی ترقی کا راز یہ ہے کہ وہاں قومی مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے' ذاتی مفادات کی بجائے قومی اور ملکی مفاد کو ترجیح دینا ان کی اہم صفت شمار ہوتی ہے جبکہ ہمارے ہاں سرے سے ایسا کوئی تصور موجود ہی نہیں ہے!

ایک شخص وہ ہے جس نے قوم و ملک سے بھی بالاتر ہو کر انسانیت کی بھلائی کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے۔ خدمت خلق کے کام کو اپنا نصب العین قرار دینے والا

(باقی صفحہ ۶ پر)

نواز شریف قوم پرست عناصر کے ناز نخرے کیوں برداشت کر رہے ہیں؟

سرحد اسمبلی میں صوبے کے نام کی تبدیلی کی قرارداد کی مخالفت نہ کرنا مسلم لیگ کی سنگین غلطی ہے

سیاسی سطح پر موافقت اور مخالفت میں اچانک اور حیرت انگیز تبدیلی کے محرکات کہیں امریکی اشیرباد کے مظہر تو نہیں؟

"پختونخوا" کے مسئلہ پر اے این پی کے رہبر عبدالولی خان "سرخ بھونڈ" بن چکے ہیں

مرزا ایوب بیگ، لاہور

پاکستان مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی میں نو سال سے اتحاد چل رہا ہے' جو صوبہ سرحد کا نام بدل کر پختونخوا رکھ دینے کے مسئلہ پر حکومت کے گلے میں پھانس بن کر رہ گیا ہے۔ اے این پی yes or no میں جواب طلب کر رہی ہے اور وہ now or never کے انداز میں اس مسئلہ پر آگے بڑھ رہی ہے۔ حکومت اور خصوصاً سربراہ حکومت میاں نواز شریف کا رویہ بڑا مدافعانہ اور ضرورت سے زیادہ محتاط ہے جبکہ عوامی نیشنل پارٹی کے رہبر خان عبدالولی خان "سرخ بھونڈ" بن چکے ہیں۔ ان کی بیگم نسیم ولی خان کہہ چکی ہیں کہ صوبہ سرحد کا نام پختونخوا رکھنا باچا خان کے مشن کی طرف پہلا قدم ہے۔ پارٹی کی مرکزی اور صوبائی قیادت واضح طور پر اور بار بار اعلان کر چکی ہے کہ صوبائی اسمبلی کی قرارداد منظور کرنے کے باوجود صوبے کا نام پختونخوا نہ رکھنا مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرانے کا سبب بن سکتا ہے۔ خان عبدالولی خان نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا ہے کہ صوبے کا نام صوبے کی اسمبلی پختونخوا رکھ چکی ہے۔ اب پنجاب ہمیں یہ بتائے کہ وہ اس حق کو تسلیم کرے گا یا ون یونٹ کے قیام پر اصرار کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مرکز میں میاں نواز شریف کی حیثیت پنجاب کے نمائندے کی ہے اور دوسرے کسی صوبے نے انہیں وزارت عظمیٰ کی مسند پر براجمان ہونے کا حق نہیں دیا۔ انہوں نے قائداعظم پر رکیک حملے کئے' انہیں انگریز کا ایجنٹ قرار دیا اور ڈاکٹر خان صاحب کی سرحد میں حکومت کو برطرف کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام سے پاکستان میں لوٹا کریسی کی بنیاد پڑی۔ پختونخوا کے معاملے میں عبدالولی خان کے رویئے اور بانی پاکستان پر دشنام طرازی پر ملک بھر میں خصوصاً پنجاب میں شدید ردعمل ہوا۔ قومی پریس خصوصاً روزنامہ نوائے وقت نے اے این پی اور اس کے رہبر خان عبدالولی خان پر شدید نکتہ چینی کی اور قیام پاکستان کے وقت خان عبدالولی خان اور ان کے والد خان عبدالغفار خان کے طرز عمل کو انتہائی شرمناک قرار دیا اور ریفرنڈم میں سرخ پوشوں کی ذلت آمیز شکست کو سرحدی گاندھی پر عدم اعتماد قرار دیا' اور نواز شریف پر واضح کر دیا ہے کہ جس صوبے کی حمایت حاصل ہونے سے وہ وزیراعظم بنے ہیں اس صوبے میں اے این پی کے مطالبے کو تسلیم کرنے پر شدید ردعمل ہو گا اور پختونخوا کو ہوا بنا دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف تو نواز شریف کے طرز سیاست نے ان کی پاکستانیت کا سکہ جمایا اور دوسری طرف انہوں نے بلاسوچے سمجھے تمام قوم پرستوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ان کے ناز نخرے اٹھائے اور ان کی خاطر اپنے

تجزیہ

قریبی ساتھیوں کو ناراض کیا۔ خان عبدالولی خان اچھے بھلے حالات میں کبھی کبھی اس طرح کا بیان داغ دیا کرتے تھے کہ ہمارے مفادات کا تحفظ کوئی پنجابی وزیراعظم ہی کرے گا۔ اس وقت عام آدمی یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ پنجابیوں کو گالیاں دینے والا شخص پنجابی وزیراعظم سے توقعات کیوں لگائے بیٹھا ہے۔ اے این پی اور مسلم لیگ کے اس نو سالہ اتحاد کا باریک بینی سے جائزہ لیں تو بات کچھ کچھ سمجھ آتی ہے۔ ان نو سالوں میں اے این پی نے کبھی سرحد کی وزارت اعلیٰ کا مسلم لیگ سے مطالبہ نہیں کیا بلکہ مسلم لیگی امیدوار سے مکمل تعاون کیا۔ یہاں تک کہ صدر پاکستان کے عہدے کے لئے خان عبدالولی خان نے نواز شریف کی پیشکش شکریہ کے ساتھ ٹال دی اور صدر کے عہدہ کے لئے ایک پنجابی امیدوار کی بھرپور اور مکمل حمایت کی۔ وفاقی حکومت یا نواز شریف کے خلاف جتنے بحران پیدا ہوئے ان پر ڈٹ کر اور کندھے سے کندھا ملا کر نواز شریف کا ساتھ دیا۔ اے این پی یہ سب کچھ منصوبہ بندی کے ساتھ کر رہی تھی البتہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ وہ اپنا اصل مطالبہ پہلے قدم کے طور پر یعنی صوبہ کا نام پختونخوا رکھنا ذاتی طور پر نواز شریف کے سامنے رکھ چکی تھی۔ اس کا ثبوت نواز شریف اور عبدالولی خان کے درمیان وہ مکالمہ ہے جس کے بارے میں خود نواز شریف ہی نہیں بلکہ دوسرے مسلم لیگی بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ نواز شریف نے ازراہ مذاق کہا تھا۔ وہ مکالمہ کچھ یوں تھا کہ جب ایک ملاقات میں خان عبدالولی خان نے نواز شریف کو صوبہ کا نام پختونخوا رکھ دینے کو کہا تو نواز شریف نے کہا کہ آپ سیدھا سیدھا پختونستان کیوں نہیں رکھ لیتے۔ اس پر ولی خان نے کہا کہ نہیں اس سے پرانی بحثیں چھڑ جائیں گی اور گڑے مردے اکھاڑے جائیں گے' جس پر نواز شریف نے کہا کہ جب میں خود آپ کو یہ کہہ رہا ہوں و آپ defensive (مدافعانہ رویہ) کیوں ہو رہے ہیں۔ اپنے لوگوں کو میں راضی کر لوں گا۔

بہرحال اے این پی سیدھی اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ مسلم لیگ یہ سمجھ رہی تھی کہ اے این پی اس کی زلف کی اسیر ہو چکی ہے اور ہر ایشو پر مسلم لیگ سے ایک قدم آگے بڑھ کر مسلم لیگ کے دشمنوں کو للکارتی ہے' چاہے وہ بے نظیر ہو یا سجاد علی شاہ۔ اے این پی کا سب سے بڑا معرکہ یہ ہے کہ اس نے صوبائی اسمبلی سے "پختونخوا" کے حق میں قرارداد منظور کروالی ہے۔ اس قرارداد کے راستے میں مزاحم نہ ہونا اور خاموش تماشائی بنے رہنا مسلم لیگ کی ایسی ہمالائی غلطی ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ مسلم لیگ کو اگر پختونخوا کا نام منظور نہیں تھا تو اس نے قرارداد کی مخالفت نہ کر کے ایک ایسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کے نتائج اللہ نہ کرے کہ پاکستان کو بھگتنا پڑیں۔ مسلم لیگ آزاد ارکان سے رابطہ کر کے اس قرارداد کو روک سکتی تھی۔ اب اگر مرکزی حکومت اور قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلی اس قرارداد کو رد کرتی ہے تو فیڈرل پارلیمانی نظام کے مطابق یہ ایک غاصبانہ قدم ہو گا

اور اس پر پروپیگنڈہ کا پہاڑ کھڑا کیا جا سکے گا اور اگر وفاقی حکومت جسٹس (ا) نسیم حسن شاہ اور نوائے وقت کی تجویز کے مطابق صوبائی اسمبلی کو توڑتی ہے تو اے این پی یقیناً آئندہ انتخابات کا بائیکاٹ کر کے وہی صورتحال پیدا کرنے کی کوشش کرے گی جو عوامی لیگ نے ۱۹۷۱ء میں انتخابات کا بائیکاٹ کر کے کی تھی اور ایسا کرنے کی دھمکی نسیم ولی خان دے چکی ہیں۔ نوائے وقت اور بعض دوسرے سیاست دانوں کا یہ استدلال بالکل غیر منطقی دکھائی دیتا ہے کہ پنجاب اسمبلی بھی تو کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی قرارداد منظور کر چکی ہے اس لئے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا تعلق صرف پنجاب سے نہیں بلکہ صوبہ سرحد اور سندھ سے بھی ہے جبکہ صوبہ کے نام کی تبدیلی پنجاب یا کسی دوسرے صوبے سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ کالا باغ ڈیم کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اصل حق قومی اسمبلی اور سینٹ کو ہے جہاں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہے۔ مرکزی حکومت کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ بحیثیت مجموعی پورے ملک کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کالا باغ ڈیم تعمیر کرے۔ چاہے کسی صوبے کے لوگ کچھ نہ کچھ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں' لیکن جس منصوبے کی تکمیل سے تین صوبے متاثر ہو رہے ہوں وہ اس بنیاد پر تعمیر نہیں کیا جا سکتا کہ کسی ایک صوبے نے اس کی تعمیر کی قرارداد اپنی اسمبلی سے منظور کرا لی ہے۔

اب عالمی صورتحال کے تناظر میں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ مشرق وسطیٰ میں جو مقاصد ۱۹۹۰ء میں جنگ اور خونریزی سے حاصل کر چکا ہے اس مرتبہ اس نے جنگ کی دھمکیوں سے انہی مقاصد کو آگے بڑھایا ہے اور وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان کے ذریعے عراق سے ایک ایسا معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے' جس سے عراقی عوام موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا زندگی کو گھسیٹتے رہیں گے اور عراق نے جو کبھی جوہری قوت بننے کی کوشش کی تھی اس سے وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو جائے گا۔ ایران اپنے نئے صدر کی قیادت میں اب مرگ بر امریکہ کا نعرہ زیادہ اونچی آواز سے نہیں لگا رہا۔ پاکستان ایک بحران سے نکل کر دوسرے بحران کا شکار ہونے کی اپنی پچاس سالہ روایت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ پاکستان کے بارے میں امریکی پالیسی اب بالکل واضح ہو چکی ہے۔ اقتصادی طور پر نڈھال کر کے اور سیاسی انتشار پیدا کر کے اس کی حالت ایک ایسے مریض کی سی کر دی جائے جو آکسیجن ٹینٹ میں پڑا ہو اور اس کے ناک اور منہ سے نالیوں کا الگ کر دینا اسے فوری طور پر موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف ہو۔ ایسی حالت میں اسے پیشکش کی جائے گی کہ اگر وہ امریکی شرائط مان لے تو اب بھی اسے بیل آؤٹ کیا جا سکتا ہے یا وہ جان کنی کے عالم سے باہر آ سکتا ہے اور یہ شرائط بالکل واضح ہیں (ا) جوہری قوت سے دستبرداری (ii) فوج کی ڈاؤن سائزنگ (iii) اسرائیل کو تسلیم کرنا۔ ادھر بھارت میں بی جے پی جس نے انتخابی مہم کے آغاز میں مسلمانوں کے بارے میں اپنے رویئے میں لچک پیدا کی تھی اچانک اس کے لیڈروں کے بیانات میں تندی اور تیزی آ گئی ہے اس نے بابری مسجد کی جگہ عالی شان رام مندر تعمیر کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور بی جے پی نے ایک بار پھر کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس کا اولین مقصد اکھنڈ بھارت کا قیام ہے۔

اس صورتحال کو اپنے ذہن میں تازہ کرتے ہوئے ایک بار پھر ملک کی اندرونی صورتحال کی طرف لوٹ آیئے۔ معیشت کی بحالی اور اقتصادی خوشحالی کے نعرے دم توڑ رہے ہیں' صنعت کا پہیہ بری طرح جام ہے' افراط زر تیزی سے بڑھ رہا ہے' منگائی عوام کی کمر توڑ رہی ہے' واپڈا خود اندھیروں میں ڈوب رہا ہے اور اگر واپڈا کو بچانے کی کوشش کی گئی تو بیمار صنعتیں معیشت پر مزید بوجھ بن جائیں گی۔ ٹیکسوں کے اہداف پورے کرنے میں حکومت بری طرح ناکام نظر آ رہی ہے۔ جنرل سیلز ٹیکس کے مسئلہ پر حکومت اور تاجر آمنے سامنے صف آرا ہو چکے ہیں۔ کرنسی کی قیمت 8.71 کم کرنے کے باوجود برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا اور کرنسی کی قیمت مزید کم ہونے کی خبروں سے مارکیٹ میں غیر یقینی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ سیاسی سطح پر موافقت اور مخالفت میں اچانک اور حیرت انگیز تبدیلی رونما ہوئی ہے' پاکستان کو اقتصادی شکنجے میں کسنے والا امریکہ اس محاذ پر بھی بہت زیادہ سرگرم نظر آتا ہے۔ ایم کیو ایم اور پنجابی پختون اتحاد کراچی میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آتے تھے لیکن اچانک جناح پارک پشاور کے جلسے میں ایم کیو ایم' پختون خوا کے مسئلے پر ولی خان کی پرزور حمایت کرتی ہے۔ عجیب مضحکہ خیز صورتحال ہے کہ سندھ کی مسلم لیگی حکومت کی حلیف جماعت کا وزیر خالد صدیقی مرکزی حکومت کو جلسہ عام میں دھمکی دیتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے پر آپ پلیٹ میں رکھ کر پختونستان لئے پھریں اور پھر آپ کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ ایم کیو ایم نے یہ انداز اس خبر کے بعد اختیار کیا جس کے مطابق امریکی سفارت خانے کے اہلکاروں نے حیدر آباد اور کراچی میں ایم کیو ایم کے لیڈروں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی مشترکہ طور پر پارلیمنٹ میں صدارتی خطاب کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں اور امریکہ کو سفید عالمی سامراج اور جماعت اسلامی سمیت مختلف پاکستانی جماعتوں کو امریکی ایجنٹ قرار دینے والے خان عبدالولی خان امریکی سفیر سے ملاقاتیں کر رہے ہیں اور پختونخوا کے مسئلہ پر ان کے موقف میں شدت آتی جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ایک مسلمان ملک جوہری قوت کیوں بن رہا ہے یا بن چکا ہے۔ اگر عراق کو اس جرم کی پاداش میں بموں اور میزائلوں سے تباہ کیا جا رہا ہے تو پاکستان کا گلا اقتصادی لحاظ سے گھونٹا جا رہا ہے' سیاسی انتشار پیدا کیا جا رہا ہے' فرقہ وارانہ آگ بھڑکائی جا رہی ہے' لسانی اور صوبائی تعصبات کو ہوا دی جا رہی ہے لیکن دشمنی کے لئے یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوتا ہے جب کوئی قوم حرص اور لالچ میں اندھی ہو کر خود دشمن کا نوالہ بن جائے۔

بقیہ خطبہ جمعہ

شخص قوم و ملک کے ہی خواہ سے بھی بلند تر سطح کا حامل قرار پاتا ہے۔ "مدر ٹریسا" جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے' کی شخصی عظمت کا لوہا ان کی اسی انسان دوستی اور سماجی خدمت کی بنا پر پوری دنیا میں مانا گیا ہے۔ اس سے بھی بہتر بلکہ اعلیٰ ترین نصب العین اور بلند ترین آدرش اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ جس شخص کی اس منزل تک رسائی ہو گئی' جو یہاں تک پہنچ گیا تو ایسے شخص کا سیرت و کردار دیگر انسانوں میں سب سے پاکیزہ اور بلند ہو گا اس لئے کہ جتنی اونچی کمند پھینکی جائے گی' انسان اسی قدر بلندی پر پہنچ سکے گا۔ اقبال نے اس تصور کو یوں واضح کیا کہ ع

یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

جو شخص اللہ کی ذات کو اپنا معبود و مطلوب بنائے گا' لامحالہ اس کے اندر صفات الٰہی کا عکس پیدا ہو گا۔ اس شخص کے کردار کی بلندی تک پہنچنا کسی دوسرے شخص کے لئے ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنا مطلوب و مقصود اور نصب العین صرف اور صرف رضائے الٰہی ہی کو قرار دینا ہو گا!

بقیہ انقلاب کی صدائیں

اور اگر عوام میدان میں نہ آئے تو بیروزگار نوجوان دہشت گرد بن کر انتقام پر اتر آئیں گے۔ اب موجودہ استحصالی نظام کا جانا ٹھہر چکا ہے۔ اللہ کے انقلاب کی صدائیں بلند ہونے کو ہیں۔ اس انقلاب میں برسوں کی مسافت نہیں' بلکہ مہینوں کا فاصلہ ہے۔ انقلاب کی ٹک ٹک پر نواز شریف' بے نظیر اور فاروق لغاری کو کان دھرنے چاہئیں ورنہ اللہ بڑا کارساز ہے۔ اس کے منصوبے صراط مستقیم پر پروان چڑھتے ہیں۔ اب ان شاء اللہ عوام کو صراط مستقیم پر چلانے والے ہی آگے آئیں گے۔ غیب پر نظر رکھنے والے یہی بتا رہے ہیں کہ فیصلہ کی گھڑی آ گئی ہے' جی ہاں۔

(بشکریہ: روزنامہ خبریں' ۱۳ فروری ۹۸ء)

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت

—— تحریر و تحقیق : فرقان دانش ——

خلیفہ ثالث کا اسم مبارک عثمانؓ، کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذوالنورین تھا۔ مالدار اور سخی ہونے کی وجہ سے غنی کہلاتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا انتخاب

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے جانشین کے انتخاب کیلئے جن چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نامزد کیا تھا ان میں حضرت عثمان غنیؓ بھی شامل تھے۔ حضرت عمرؓ کی تجہیز و تکفین کے بعد آپؓ کی وصیت کے مطابق حضرت مقدادؓ نے ایک مکان میں ان چھ حضرات کو جمع کر دیا۔ تین دن تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تیسرے دن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا کہ انتخاب کی صورت یہ ہے کہ چھ کی تعداد کو اور کم کر دیا جائے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا نام پیش کیا جبکہ حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنا نام واپس لے لیا اور حضرت عثمانؓ و علیؓ سے فرمایا کہ اگر آپؓ دونوں حضرات اس کا فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیں تو مناسب ہے۔ دونوں اصحاب راضی ہو گئے، جس پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ نے اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے بعد سب مسلمانوں نے والہانہ شوق کے ساتھ بیعت کی۔ بیعت عام کے بعد یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت عثمانؓ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے صدیق اکبرؓ کی نرمی اور عمر فاروقؓ کی سیاست کو اپنا شعار بنایا۔

فتوحات

خلافت عثمانیؓ کے ابتدائی سالوں میں امن وامان قائم رہا اور ملک کا نظام خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ اگرچہ آپؓ کی خلافت کے آخری دور میں امت مسلمہ اندرونی انتشار کا شکار ہو گئی تھی مگر تمام مسلمانوں کی قوت ایمانی اور جرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور عہد عثمانیؓ کے آخری دور میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسلامی حکومت کی سرحدیں مشرق و مغرب میں وسیع تر ہوتی چلی گئیں۔ افریقہ میں طرابلس، برقہ اور مراکش کا علاقہ مملکت اسلامیہ میں شامل ہوا۔ ایران کا مکمل علاقہ زیر نگیں آیا۔ افغانستان، خراسان اور ترکستان کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ آرمینیا اور آذربائیجان بھی آپؓ کے دور میں مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔ اسی طرح ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ ملک شام میں شامل کر لیا گیا۔ نیز بحری فتوحات کا آغاز حضرت عثمانؓ کے دور ہی میں ہوا اور جزیرہ قبرص پر بھی اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ ساتھ ہی مفتوحہ علاقوں میں دعوت و تبلیغ کا سلسلہ پوری سرگرمی سے جاری رہا۔

حفاظت قرآن

حضرت عثمان غنیؓ کا سب سے بڑا کارنامہ پوری امت کو ایک قرات پر جمع کرنا ہے۔ آپؓ نے صحابہؓ سے

خلافت راشدہ

مشورہ کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ کے گھر سے قرآن کریم کا وہ نسخہ منگوایا جو حضرت ابوبکرؓ کے دور میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد چند افراد کا ایک بورڈ مقرر کیا کہ اس نسخے کے مطابق قرآن کی نقول تیار کریں اور انہیں کہا کہ جہاں اختلاف پیدا ہو، قریش کی بولی کو اختیار کریں۔ پھر انہوں نے ان نسخوں کو مملکت کے سب حصوں میں بھجوا دیا اور سابقہ نسخوں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں جلا دیا جائے تا کہ اختلاف کا احتمال باقی نہ رہے۔

نظام خلافت

آپؓ کا نظام حکومت تقریباً وہی تھا جو حضرت عمرؓ نے قائم فرمایا تھا۔ آپؓ کے دور خلافت میں اقتصادی لحاظ سے بڑی ترقی ہوئی۔ آپؓ نے سرکاری اور فوجی ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ فرمایا۔ آپؓ نے بہت سے پل، مسافر خانے اور سڑکیں تعمیر کرائیں۔ تمام صوبوں میں سرکاری دفاتر کے لئے عمارات تعمیر کرائیں۔ (تاریخ طبری)

خیبر کی جانب سے کبھی کبھی مدینہ میں سیلاب کے باعث شہری آبادی کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر ایک بند بنوا دیا اور ایک نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ علاوہ ازیں مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع حضرت عثمانؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ آپؓ ہی کی ترغیب پر لوگوں نے مسجد نبوی سے ملحق اپنے مکانات خوشی سے مسجد کی توسیع کے لئے چھوڑ دیئے اور یوں اینٹ، چونے اور پتھر کی ایک نہایت خوبصورت و خوشنما مسجد تیار ہو گئی۔ اس توسیعی پروگرام کے بعد مسجد کے طول میں پچاس گز کا اضافہ ہوا جبکہ عرض میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔ غرض یہ کہ آپ نے لاتعداد اسلامی خدمات اور رفاہ عامہ کے کام سرانجام دیئے جو اس بات کے عکاس ہیں کہ ایک اسلامی حکومت پر عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لئے کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

شہادت

حضرت عثمانؓ فطرتاً نرم مزاج واقع ہوئے تھے۔ اسی نرمی کا فائدہ اٹھا کر عبداللہ بن سبا نامی شخص، جو یہودی تھا اور بظاہر مسلمان ہو گیا تھا، نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت حضرت عثمانؓ پر جھوٹے الزام لگا کر مسلمانوں کو آپؓ کے خلاف اکسایا۔ اس کی یہ تحریک عجم میں زیادہ کامیاب ہوئی کیونکہ عجمی اپنی شکستوں کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ اس طرح مفسدوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ ان مفسدین نے جھوٹے بہانے بنا کر مدینہ میں جمع ہونا شروع کر دیا۔ صحابہؓ نے ان باغیوں سے جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اپنے لئے کسی کا خون بہانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ چنانچہ ذوالحجہ کے مہینہ میں جمعہ کے روز عصر کے وقت کچھ باغی چھت کے راستے چوری چھپے خلیفہ ثالثؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؓ اس وقت قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ بدبختوں نے نیزوں اور تلوار کی ضرب لگا کر آپؓ کو شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون (ان دکھ بھرے واقعات کی تفصیل اور پس منظر جاننے کے لئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "شہید مظلوم" پڑھیے)

جانشین

حضرت عثمانؓ نے حضور اکرمؐ کی پیروی کرتے ہوئے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ آپؓ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسند خلافت خالی رہی۔ اس دوران لوگوں نے حضرت علیؓ سے اس منصب کو قبول کرنے کے لئے سخت اصرار کیا مگر آپؓ نے انکار فرما دیا۔ بعد ازاں مہاجرین و انصار کے اصرار سے مجبور ہو کر حضرت علیؓ نے اس بار گراں کو اٹھانے پر رضامندی ظاہر کی اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ بنے۔

"جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

تحریر : نجیب صدیقی' کراچی

ملوکیت نے دین و دنیا کے تفریق کی پہلی اینٹ رکھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ دیوار اونچی ہوتی چلی گئی اور یہ امت ذہنی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اہل اللہ نے روحانی مسند سنبھالا اور اہل دنیا ملوکیت کے گرد جمع ہو گئے۔ انگریز کی غلامی نے یہ عقیدہ پختہ کر دیا کہ عبادت گاہوں میں عبادت کی جائے اور دنیا کے حصول میں دین کو حائل نہ ہونے دیا جائے۔ رفتہ رفتہ یہ تصور پختہ ہو تا گیا اور آج دیندار اور پڑھے لکھے لوگ بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ ہمارا دین ایک اکائی ہے۔ اس میں دین و دنیا کی تفریق موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات زبان زد عام ہے کہ سیاسی کھیل تو دنیاداروں کا کام ہے اور وہی اس کو خوب سمجھتے ہیں' معیشت میں بھی یہ نظریہ سرایت کر گیا اور حلال و حرام کو تمیز اٹھ گئی۔ سود حرام ہے مگر جھوٹ کاروباری ضرورت ہے۔ سود حرام ہو گا مگر اس کے بغیر کاروبار نہیں چل سکتا اگر اسے چھوڑ دیا تو دوسری قوموں کے مقابلے میں پیچھے رہ جائیں گے۔ دنیا میں دوسری قوموں سے مقابلہ کا تصور اس قدر ابھارا گیا کہ دین کے وہ تصورات جس میں آدمی اپنے ہر کام پر مسئول ہے' محض قول رہ گیا۔

اس تصور کے خوفناک نتائج نکلے۔ اس تصور کی پختگی کا یہ عالم ہو گیا کہ بڑے بڑے لیڈر صاحبان اس حد تک آ گئے کہ مسلم عوام کو چاہئے کہ وہ غیر مسلم قحبہ خانوں اور شراب خانوں میں نہ جائیں مسلمان زیادہ مستحق ہیں۔ انگریز نے برصغیر کے مسلمانوں کا زیادہ استحصال کیا اس لئے کہ حکومت بھی ان سے چھینی گئی تھی۔ اس احساس نے مسلمانوں کا معاشی میدان میں مسابقت کا جذبہ تیز تر کیا اور وہ پابندیاں روند دی گئیں جو اسلام عائد کرتا ہے۔ دین و دنیا کی تفریق کو عوام الناس میں بچشم سر دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے اندر یہ عقیدہ پختہ ہو چکا ہے کہ وہ کچھ مظاہر کو دین سمجھتے ہیں بقیہ کو دنیا۔ دینی حلقے بھی اسی مرض کا شکار ہیں بعض بڑی جماعتیں بھی یہی عقیدہ رکھتی ہیں کہ دنیا کے مسائل سے ہمارا تعلق نہیں' یہ دنیاداروں کا کام ہے ہم تو مذہب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ جس طرح دوسری قومیں اپنی عبادت گاہوں میں جا کر مراسم عبودیت ادا کرتی ہیں اس طرح مسلمانوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ مساجد میں جاؤ اس کی تعمیر و توسیع میں حصہ لو مگر کاروبار دنیا میں دین کو داخل نہ ہونے دو۔ مسلم قوم کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ جس کام میں انہیں اظہار کرنے اور نمایاں ہونے کا موقع ملتا ہے اسے بڑے شوق و ذوق سے کرتے ہیں اس میں مسابقت اور دوڑ دیدنی ہوتی ہے۔

دین و دنیا کی تقسیم نے کچھ رسومات کو عبادت کے خانے میں ڈال کر بقیہ دنیا کے سپرد کر دیا ہے۔ اس تقسیم کا سب سے بڑا نقصان خود اسلام کو پہنچا ہے۔ جو قوم اسلام کی نمائندہ کہلاتی ہے وہ اپنے کردار سے دوسروں کو متاثر کرتی ہے اس کے برعکس وہ اپنے کردار میں دنیا کی دوسری قوموں سے پست تر ہے۔ دنیا میں اس کی کوئی عزت و ناموس نہیں رہتی۔ آج دنیا کو جس حق کی تلاش ہے اور وہ جس کرب میں مبتلا ہے اس کا علاج صرف ہمارے دین میں ہے۔ ہم نے اپنے وجود سے ان کا راستہ بھی روک رکھا ہے۔ وہ جب یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کے حامل لوگ ایسے ہیں تو وہ ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں۔ اسلام کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کی بجائے ہمارے وجود سے جو تصویر بنی ہے وہ انتہائی خوفناک ہے۔ دنیا میں ہمارا تعارف کچھ اس طرح کا ہے۔

"یہ وہ قوم ہے جو آپس میں لڑتی رہتی ہے' اس قوم میں بے شمار مسالک ہیں' وہ ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک اللہ' ایک رسول اور ایک کتاب کو ماننے والے چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں' اپنے کو اعلیٰ اصولوں کے حامل بتاتے ہیں مگر ان سے زیادہ بے اصول دنیا میں کوئی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اسلام امن و شانتی دیتا ہے مگر دہشت گردی کا الزام ان پر ہر طرف سے آتا ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے خود کو زبان' صوبے اور علاقے میں تقسیم کر رکھا ہے جبکہ یہ قوم عالمی نظام کی بات کرتی ہے۔ یہ وہ قوم ہے جو کہتی ہے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور وہ کتاب زندگی کے ہر گوشے میں رہنمائی کرتی ہے مگر یہی قوم اس کتاب سے اپنی زندگی کے کسی گوشے کیلئے رہنمائی حاصل نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس قوانین اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے ہیں مگر اس کی پارلیمنٹ' اس کی عدلیہ اللہ اور اس کے رسول کے قوانین کو نہیں اپناتی بلکہ جاہلیت کے فرسودہ اور خود ساختہ قوانین ہی اس کا ورثہ ہیں۔ یہ قوم دنیا میں اسلام کے غلبے کی بات کرتی ہے مگر وہ اپنی زندگی میں کچھ رسومات کو چھوڑ کر بقیہ کو زندگی میں داخل نہیں ہونے دیتی"۔

دین و دنیا کی اس تقسیم نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہم نے خود پستی و ذلت اختیار کی ہے اور اسلام کو دوسری قوموں سے محجوب کر دیا ہے۔

امریکہ میں امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' حسب پروگرام ۲۰/ فروری کو اپنے گھٹنوں کے آپریشن کے سلسلے میں امریکہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ ۲۰ تا ۲۳/ فروری ان کا قیام نیویارک میں رہا جہاں تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ (TINA) کی شوریٰ کے اجلاس میں انہیں شرکت کرنا تھی۔ ۲۳ کی شام کو ڈیٹرائیٹ کے لئے روانگی ہوئی جہاں آپریشن سے قبل ان کا تفصیلی میڈیکل چیک اپ ہو گا۔ قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

گانا اور تبلیغ ـــــ ساتھ ساتھ!

جنید جمشید مشہور نوجوان پاپ سنگر ہے' جس نے "دل دل پاکستان" نامی گانا گا کر پورے ملک میں شہرت حاصل کی۔ روزنامہ جنگ 19 فروری کو "شوبز" صفحہ پر شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں جنید جمشید نے کہا ہے کہ مجھے رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت کر کے بہت آسودگی حاصل ہوئی ہے' لہٰذا میں ایسے تبلیغی اجتماع میں آئندہ بھی شرکت کرتا رہوں گا۔ اپنے ایک قریبی دوست کی ترغیب پر انہوں نے تبلیغی اجتماع میں شرکت کی' اس اجتماع میں کی گئی تقاریر سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ اسی دن سے انہوں نے تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستگی اختیار کر لی ہے' تاہم قابل ذکر بات یہ ہے کہ انہوں نے گانا گانے سے نہ صرف علیحدگی اختیار نہیں کی بلکہ وہ بدستور پاپ گانوں کے نئے معاہدہ بھی کر رہے ہیں۔ جنید جمشید کا کہنا ہے کہ وہ دونوں کام ساتھ ساتھ جاری رکھ سکتے ہیں۔

پچاس سال سے تبلیغ ہو رہی ہے' اب عملی اقدام کا مرحلہ انقلابی جدوجہد کے ذریعے ہونا چاہئے

اعلان کر دیا جائے کہ ہم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک مطالبہ نفاذ شریعت نہ مان لیا جائے

ڈاکٹر اسرار احمد کا لٹریچر پڑھ کر یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ وہ اس کام میں مخلص ہیں

دینی جماعتوں کے نام ایک کھلا خط — اور عوام الناس کی ذمہ داری

کراچی کے ایک صاحب فکر و نظر' آئی اے صدیقی کی چشم کشا تحریر

پچھلے دنوں دینی جماعتوں کے کارکنوں کی طرف سے ان کے سالانہ اجتماعات میں شرکت کی دعوت ملی' سوچا کہ اس موقع پر دین کے نفاذ کے تعلق سے جو تجویز میرے ذہن میں ہے تحریر کردوں۔

پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس ملک کے عوام کو جب بھی سیاسی یا مذہبی لیڈروں نے ملکی سلامتی یا دین کے نفاذ کے لئے اسلام کے نام پر پکارا' عوام نے ان کی پکار پر لبیک کہا مگر افسوس کہ عوام کو ہمیشہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان تکلیف دہ تجربات کی بنا پر اب عوام اس قسم کی پکار پر دھیان نہیں دیتے خواہ وہ کوئی سی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت کی طرف سے ہو۔

دینی جماعتیں امر بالمعروف تو کر رہی ہیں مگر نہی عن المنکر کی طرف وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے۔ بعض جماعتیں اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ممالک میں نہی عن المنکر کر رہی ہیں جبکہ اپنے ملک میں وہ ایسے باطل نظام کے تحت زندگی گزار رہی ہیں جو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۴ کی روشنی میں کافرانہ نظام ہے۔

سوچئے! ہمارے اپنے گھر میں تو آگ لگی ہوئی ہو' مگر ہم دوسروں کی آگ بجھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم کرپشن میں سرفہرست ہیں' ہمارے ملک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ مقروض پیدا ہو رہا ہے' ہر شخص کسی نہ کسی طرح سود میں ملوث ہے۔ ہمارے ملک کی پالیسیاں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک مرتب کرتا ہے۔ ہمارا ملک فرقہ وارانہ عصبیتوں کی لپیٹ میں ہے۔ بے ہودگی' بے حیائی اور بے پردگی عام ہے۔ وی سی آر' ڈش انٹینا' ٹی وی اور کیبل نیٹ ورک کے ذریعے قریباً ہر گھر سینما گھر بنا ہوا ہے' جبکہ ہماری دینی اور مذہبی جماعتیں سالانہ اجتماعات منعقد کر کے مطمئن ہیں کہ اتنے لاکھ کا اجتماع تھا۔ یہ کس کو دکھانا چاہتے ہیں؟ کس کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ اللہ رب العزت کو یا اپنے آپ کو؟

اللہ تبارک و تعالیٰ کو صرف یہ پسند نہیں کہ محض زبان سے اللہ اکبر کہا جائے بلکہ وہ ہم سے عملاً اپنی بڑائی کا نفاذ چاہتا ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ یہ کام صرف وعظ و نصیحت سے نہیں ہوگا۔ اگر یہ صرف وعظ و نصیحت سے ہو سکتا تو نبی اکرم نور مجسم' فخر دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکالیف نہ اٹھانی پڑتیں۔ اسلام کے نفاذ کے لئے عملی انقلابی جدوجہد کرنا ہوگی' جو ہمارے نبی مکرم ﷺ ہی کی سیرت مطہرہ سے ملتی ہے۔

جیسا کہ آقائے دو جہاں ختم الرسل ﷺ نے پہلے اپنے گھر مبارک سے وعظ و نصیحت شروع کی پھر اپنے حلقہ احباب میں' اس کے بعد اپنے قبیلے میں اور بالآخر دیگر قبائل میں۔ پھر جو لوگ ایمان لے آئے ان کی تربیت اس طرح سے کی کہ وہ نظم کی پابندی کے خوگر ہو گئے۔ اپنی ذات اور اپنے دائرہ اختیار میں پورے کے پورے اسلام پر عمل پیرا ہو گئے اور صرف اور صرف آخرت کے طلب گار اس طرح بن گئے کہ شہادت کی موت ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بن گئی۔ جب ایسے سرفروشوں کی وافر قوت فراہم ہو گئی تو برائی اور ظلم و ستم کو ہاتھ سے روکنے کے لئے کفار مکہ سے تصادم کا آغاز کیا اور دنیا نے سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۱۸ کا نقشہ دیکھا کہ حق تعالیٰ نے باطل کا سر توڑ کر رکھ دیا۔ جزیرہ نما عرب میں مکمل دین کا نفاذ بالفعل کر کے پھر دیگر ممالک میں وفود بھیجے اور ان کے سامنے تین اختیاری شرائط رکھیں کہ تمہیں جو منظور ہو اسے مان لو۔

۱) مسلمان ہو جاؤ۔
۲) نہیں تو جزیہ دو۔
۳) ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

موجودہ زمانے میں ایران کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ گو کہ ان سے ہمارے فقہی اختلافات ہیں لیکن انہوں نے پرامن و منظم اور غیر مسلح جدوجہد کے ذریعے اپنے دینی تصورات کو بالفعل نافذ کر کے اس دور میں دین کے نفاذ کا عملی طریقہ کار پر مبنی عملی نقشہ پوری دنیا کو دکھا دیا ہے۔ اسی طرح ہمارے اپنے ملک میں زکوٰۃ کے نظام سے انہیں اختلاف تھا لہٰذا انہوں نے اسلام آباد میں دھرنا دیا۔ نہ کوئی جانی نقصان ہوا' نہ ہی انہوں نے تشدد کا راستہ اختیار کیا اور اپنی بات بھی منوالی۔

اسی طرح کراچی میں حکومت نے متعین کیا کہ محرم کا جلوس فلاں فلاں راستے سے گزرے گا۔ اس پر بھی انہوں نے اختلاف کیا اور سڑکوں پر دھرنا دے کر بیٹھ گئے اور حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

جماعت اسلامی اور پاسبان نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ مائیکل جیکسن پاکستان نہیں آئے گا۔ اعلانیہ برائی کے خلاف ڈٹ گئے۔ کیا مائیکل جیکسن پاکستان آ سکا۔ پھر ایک اور دھمکی دی کہ بھارت کا ناچ گانے کا طائفہ پاکستان میں نہیں آئے گا اور نہیں آیا۔ اسی طرح دھمکی دی کہ نئے سال کی خوشی میں ہوٹلوں اور کلبوں میں رنگ رلیاں نہیں منانے دیں گے اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ اب تمام دینی جماعتوں سے یہی گزارش ہے کہ بس بہت ہو گئی تبلیغ۔ پچاس سال سے تبلیغ ہو رہی ہے اب عملی اقدام کا مرحلہ انقلابی جدوجہد کے ذریعے ہونا چاہئے۔ یہ لاہور کا اجتماع' رائے ونڈ کا اجتماع' مریدکے کا اجتماع' ملتان کا اجتماع۔ ان اجتماعات کے اکابرین آپس میں مل کر متفقہ دھرنا دیں۔ بالفرض اگر کوئی ایک دوسرے سے اختلاف کرتا ہے تو اپنے طور پر دھرنا دے' عوام خود بخود ساتھ دیں گے۔ البتہ دھرنا اسی طرح پرامن اور منظم ہو جس طرح تبلیغی اجتماعات کا انتظام پرامن ہوتا ہے۔ یہ بات بھی ضروری ہے کہ واضح اعلان کر دیا جائے کہ ہم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک ہمارا مطالبہ "شریعت کا نفاذ" نہ مان لیا جائے۔ یاد رکھئے دین نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج ہی کا نام نہیں ہے بلکہ دین کا تعلق ہر شعبہ زندگی سے ہے اور یہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا غلبہ اور نفاذ چاہتا ہے۔

اب سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب کوئی جماعت آگے نہیں آ رہی تو آپ خود کوئی جماعت بنا کر یہ بیڑہ کیوں نہیں اٹھاتے یا آپ کی نظر میں کوئی جماعت ہے جو انقلابی طریقہ

کار اختیار کر کے دین کو غالب کرنا چاہتی ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اتنی ساری دینی جماعتیں پہلے سے موجود ہیں' اچھی خاصی افرادی قوت بھی رکھتی ہیں اور عوام الناس میں اپنا ایک مقام بھی رکھتی ہیں پھر مزید کوئی جماعت بنانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ان تمام جماعتوں کے اکابرین ایک متفقہ اصول پر جمع ہو جائیں اور اس باطل نظام کو بدلنے کے لئے کمر ہمت کس لیں یا پھر کوئی ایک جماعت اگر یہ بیڑہ اٹھالیتی ہے تو سب اس کا ساتھ دیں ورنہ روز محشر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنا پڑے گی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کی نظر میں ایسی کوئی جماعت ہے جو یہ کام کرنا چاہتی ہے تو اس کا جواب ہے جی ہاں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا لٹریچر پڑھ کر اور ان کی تقاریر سن کر یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ وہ اس کام میں مخلص ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب بھی میری جماعت تنظیم اسلامی میں مطلوبہ افرادی قوت میسر آگئی تو یہ کام میں کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر کروں گا۔ لیکن اگر کوئی اور جماعت اس طرح کا پرامن دھرنا باطل نظام کو بدلنے کے لئے دیگی تو میں اس جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کروں گا۔ ورنہ اپنی افرادی قوت میسر ہونے تک جدوجہد زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مقاصد میں کامیاب کرے اور جو جماعت بھی یہ بیڑہ اٹھائے یا اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اسے بھی اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین

یہاں قطعاً یہ مقصود نہیں ہے کہ اسرار احمد صاحب کی جماعت تنظیم اسلامی کو نمایاں کیا جائے' جو جماعت بھی اس کام میں پہل کرے یا اللہ تبارک وتعالیٰ جس سے یہ کام لے ہم عوام الناس کا فرض بنتا ہے کہ ہم اس جماعت کا بھرپور ساتھ دیں۔

جب تک کوئی جماعت انقلابی طریق کار اختیار کر کے موجودہ ظالمانہ و کافرانہ نظام کو للکارنے کے لئے سڑکوں پر نہیں آتی اس وقت تک عوام الناس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دینی سرگرمیوں کو صرف نماز روزہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ تک محدود نہ رکھیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو' برائی کے خلاف ہاتھ' زبان اور دل سے جہاد کریں۔ اپنے ایمان کو سلامت رکھنے اور اس میں اضافہ کے لئے یہ جہاد ضروری ہے۔ اپنی اپنی جماعت کے اکابرین سے دین کے نفاذ کے حوالے سے پیش رفت پر گفتگو کرتے رہیں اور انہیں اس کے لئے انقلابی طریقہ کار اختیار کرنے پر راضی کریں۔ جب دین کے نفاذ کا عوامی مطالبہ زور پکڑے گا تو اکابرین کی بھی ہمت بڑھے گی پھر اکابرین بھی عوامی مطالبہ کے پیش نظر لائحہ عمل طے کریں گے ورنہ یہ معاملہ ایسے ہی ٹھنڈے ٹھنڈے چلے گا اور ہم عوام الناس اس ظلم کی چکی میں ایسے ہی پستے رہیں گے۔

میری اس ناچیز کی رائے میں 'ڈاکٹر اسرار احمد کی فکر کو ان کے لٹریچر کے ذریعے سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد ہر ایک کو ان کا لٹریچر پڑھنے کی دعوت دوں گا۔ کیونکہ لٹریچر پڑھنے کے بعد قرآن فہمی اور نفاذ دین کے لئے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوئی ہے اور پھر مختلف مکاتب فکر کے لوگ اس پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں اور اسی تڑپ نے یہ خط لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ یقیناً ہر مسلمان کی یہ دلی تمنا ہے کہ دین کا نفاذ ہو لیکن اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اس کے لئے "منہج انقلاب نبوی" کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ فون نمبر یہ ہے' 4993465

آخر میں یہ دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اب بالفعل دین کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ باہر برا بھلا کہنا اور عدالت میں آکر معافی مانگ لینا بعض لوگوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ (چیف جسٹس)

✪ اصلی سیاست دانوں کی یہی پہچان ہے جناب!

☆ مسلم لیگ ملکی سلامتی کے درپے بدنیت سرخ بھونڈوں سے کبھی بلیک میل نہیں ہوگی۔ (اعجاز الحق)

✪ کالی بھیڑیں تو پہلے ہی کافی تعداد میں سرکاری محکموں میں موجود ہیں اب خیر سے حکومتی ٹیم میں "سرخ بھونڈوں" کا اضافہ بھی ہو چکا ہے۔

☆ عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ (بے نظیر بھٹو)

✪ ....مگر غصے اور نفرت کے ساتھ

☆ ہمیں کافر قرار دینے والی ترمیم منسوخ کی جائے۔ (قادیانیوں کا مطالبہ)

✪ "ایں خیال است ومحال است وجنوں"

☆ ایک نسل عدالت سے رجوع کرتی ہے تو اگلی کو انصاف ملتا ہے۔ (چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ)

✪ یہ تو ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں والا معاملہ ہوا

☆ زرعی دواؤں میں ملاوٹ کرنے والے مجرموں کے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔ (شہباز شریف)

✪ جبکہ انسانی ادویات میں ملاوٹ کرنے والے "قومی ہیروز" کو اعزازات دیئے جانے چاہئیں۔

☆ قوم کو جلد سود کے خاتمے کی خوشخبری دیں گے۔ (صدر مملکت رفیق تارڑ)

✪ صدر صاحب! کہیں یہ بھی "کہ خوشی سے مرنہ جاتے اگر اعتبار ہوتا" والا معاملہ ہی نہ نکلے۔

☆ بھاری مینڈیٹ والے کھوکھلے نعرے لگا کر عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ (سردار عارف نکئی)

✪ "بالکل میری ہی طرح"

☆ ہمارے خلاف دھرنے دینے والوں کو اب کچھ نظر نہیں آرہا۔ (بے نظیر بھٹو کا شکوہ)

✪ قاضی صاحب کی توجہ کے لئے!

☆ ووٹوں کے بعد شریف فیملی پر لوٹوں کی بارش ہونے والی ہے۔ (جہانگیر بدر)

✪ بارش تو بارش ہی ہوتی ہے چاہے لوٹوں کی ہو یا نوٹوں کی!

☆ پاکستان ۵ بڑی ایٹمی طاقتوں کے برابر آگیا ہے۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

✪ تو اللہ کا نام لے کر اب ایٹمی دھماکہ بھی کر ہی ڈالیں!

☆ پنجاب کے سوا کسی صوبے نے نواز شریف کو حق حکمرانی نہیں دیا۔ (ولی خان)

✪ نواز شریف جواباً کہہ سکتے ہیں کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

☆ چین اور پاکستان "غیر جانبدار نیو ورلڈ آرڈر" بنائیں گے۔ (چینی صدر کا اعلان)

✪ "پاک چین دوستی زندہ باد"

☆ بنگلہ دیش ہائی کورٹ نے بنگالی زبان میں فیصلے سنانے شروع کردیئے۔ (ایک خبر)

✪ "ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے' ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ"۔

مواخات مدینہ سے قبل مواخات مکہ !

اہل مکہ میں قبائلی عصبیت کا جنون زوروں پر تھا' باقاعدہ حکومتی نظام کے فقدان کی وجہ سے ہر فرد مشکل اوقات میں اپنے قبیلہ کی پناہ لینے پر مجبور تھا۔ اگر کسی کا قبیلہ اس کی امداد سے دست کش ہو جاتا تو وہ مظلوم اپنی داد رسی کیلئے کسی کا دروازہ نہ کھٹکھٹا سکتا۔ اپنے بیٹے' بھائی اور باپ کے قاتل سے بھی وہ انتقام نہ لے سکتا۔ اس سماجی ضرورت نے ہر قبیلہ کے افراد میں اپنے قبیلہ کی عصبیت کے جذبہ کو ناقابل شکست بنا دیا تھا کیونکہ اس کے بغیر وہ اس جاہلی معاشرہ میں باعزت زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا کا نعرہ بلند کیا تو کئی سعید روحیں لبیک لبیک کہتی ہوئی لپکیں اور اس دعوت حق کو قبول کر لیا۔ اس کا ردعمل یہ ہوا کہ ان کے قبیلہ والوں نے ان لوگوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے۔ یہ نو مسلم اپنے خاندان سے کٹ کر تنہا رہ گئے وہ اپنے شہر میں رہتے ہوئے بھی غریب الوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے جان نثار ساتھیوں کی یہ بے بسی اور بے کسی دیکھی نہ جا سکی۔ نبوت کی دور رس نگاہوں نے ایک نئی برادری کی تشکیل کی اہمیت کو محسوس کیا جس کی بنیاد اس دین توحید پر استوار ہو۔ اس میں قرشی غیر قرشی' عربی عجمی' فقیر اور امیر' اسود و احمر کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آتا وہ اس برادری میں شامل ہو جاتا۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو اس اسلامی اخوت کے رشتہ میں پرونے کیلئے دو مرتبہ عملی قدم اٹھایا ایک بار ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں' دوسری بار ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں۔

مکہ میں جتنے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان میں سے دو دو کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ اس طرح وہ شیر و شکر ہو گئے۔ باہمی محبت کا جذبہ یوں امڈ کر آیا کہ غیریت کی ساری بنیادیں منہدم ہو گئیں۔ جو لوگ اسلام قبول کرنے کے باعث اپنی برادری سے کٹ گئے تھے اور اپنے آپ کو تنہا تنہا اور بے سہارا محسوس کرتے تھے اب وہ اپنے آپ کو عالمی برادری کا ایک معزز رکن تصور کرنے لگے۔ ان تمام اراکین میں اپنائیت کا وہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ تنہائی اور بے بسی کا خیال پھر کبھی انہیں پریشان نہ کر سکا۔ یہ اسلامی بھائی چارہ ایسا بھائی چارہ تھا جس کی بنیاد خون' رنگ' نسل و زبان اور علاقائیت جیسی انسانی وحدت کو پارہ پارہ کر دینے والی عصبیتوں پر نہ رکھی گئی تھی بلکہ اس کی اساس عقیدۂ توحید تھا۔ ایک خدا' ایک رسول' ایک کتاب' ایک قبیلہ اور ایک کلمہ' اس بھائی چارہ کے دروازے بلا امتیاز ہر انسان کیلئے ہر وقت کھلے تھے جس کا جی چاہے' جس وقت جی چاہے "اشھدان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دل کے یقین کے ساتھ زبان سے کہے اور اس برادری میں شامل ہو جائے۔ اس میں شامل ہونے والوں سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم کس قبیلہ کے فرد ہو' تم کس ملک کے باشندے ہو؟ تمہاری مادری زبان کون سی ہے؟ تمہاری مالی حالت کیسی ہے؟ — یہ سب امتیازات مصنوعی ہیں انسانیت کی عزت و شرف کی قبا کو تار تار کر دینے والے ہیں۔ ہادی برحق ؑ نے بے شمار عصبیتوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو دعوت دی کہ اٹھو ان مصنوعی امتیازات کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے آگے بڑھو۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی وحدانیت کا اقرار کرو جو رب العالمین ہے اور اس نبی مکرم کا دامن پکڑ لو جو رحمت للعالمین ہے اور اس اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ۔

جن حضرات صحابہ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوہ والسلام نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلامی رشتہ اخوت میں پرو دیا ان میں سے جن حضرات کے اسماء گرامی کتب سیرت و تاریخ میں محفوظ رہ گئے ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ ابو یعلی نے صحیح سند سے عبدالرحمن بن صالح الاسدی کے واسطے سے زید بن حارثہ سے روایت کیا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حضرات کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا"۔ (سبل الھدی' ج ۳)

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	حضرت زید بن حارثہ
حضرت عثمان بن عفان	حضرت عبدالرحمن بن عوف
حضرت زبیر بن العوام	حضرت ابن مسعود
حضرت عبیدہ بن الحارث	حضرت بلال
حضرت مصعب بن عمیر	حضرت سعید بن ابی وقاص
حضرت ابو عبیدہ بن جراح	حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ
حضرت سعید بن ابی زید	حضرت طلحہ بن عبیداللہ
حضرت ابوبکر صدیق	حضرت عمر فاروق
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ بھائی چارہ بڑی برکتوں کا باعث بنا۔ پہلی برکت تو یہ ہوئی کہ جن حضرات سے اسلام قبول کرنے کے باعث ان کے بھائی بندوں نے سلام و کلام تک ختم کر دیا تھا اور احساس تنہائی جنہیں بار بار ڈستا رہتا تھا' انہیں اس سے نجات مل گئی۔ وہ اب اپنے محدود خاندانوں کے بجائے اپنے آپ کو ایک عظیم' پاکیزہ اور ترقی پذیر برادری کا رکن سمجھنے لگے۔ قرشی غیر قرشی' ہاشمی' اموی' مخزومی و عدوی وغیرہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹ جانے سے اس معاشرہ میں جو رقابتیں پیدا ہو گئی تھیں' جن کی جڑیں دن بدن گہری ہوتی چلی جاتی تھیں ان سب کا قلع قمع ہو گیا اور انکی جمعیت ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند مستحکم ہو گئی جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بن گئی۔

(اقتباس از : ضیاء النبی ؐ' جلد سوم' مولف : پیر محمد کرم شاہ الازہری)

ماضی کے خدائی خدمت گار... زمانہ حال کے "سرخ بھونڈ"!

—— تحریر : نعیم اختر عدنان ——

راقم کی شعوری زندگی کا آغاز ۱۷ء کے لگ بھگ ہوا' یحییٰ خان' ذوالفقار علی بھٹو' شیخ مجیب الرحمٰن' اندرا گاندھی اور ولی خان کے نام بکثرت سننے میں آتے رہتے تھے۔ میٹرک تک پہنچے تو حیدر علی اور سلطان ٹیپو کے ساتھ ساتھ میر جعفر اور میر صادق کے ناموں سے بھی واقفیت حاصل ہو گئی۔ یوں ہم رفتہ رفتہ بڑے بڑے ناموں سے واقف ہونا شروع ہو گئے۔ دین اور اہل دین سے رغبت پیدا ہوئی تو رجال دین سے بھی ربط تعلق قائم ہوا جس کی وجہ سے زاویہ نگاہ قدرے وسعت اختیار کرنے لگا۔ یہ سفر تاحال جاری ہے اور زندگی ع "ہے مشق سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی" کے مصداق ایسے سانچے میں ڈھل چکی ہے جس سے باہر نکلنا کارے دارد معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مشکل صورت حال سے اس وقت میں بالفعل دوچار ہوں۔ عوام الناس کی عظیم اکثریت "ظلم پرور" نظام باطل کی چیرہ دستیوں سے قریب المرگ ہے مگر ہمارے سیاسی' صحافتی اور دینی "بزرجمر" اس ظلم پرور نظام کے خلاف عوام کو بغاوت کے لئے تیار نہیں کر سکے' اس لئے کہ ان کے مفادات نظام باطل سے وابستہ و پیوستہ ہیں۔ اس ظالمانہ نظام کے شجر خبیثہ کے ساتھ جڑے رہنے کے فن کی وجہ سے انہیں ہر وقت بہار کا سماں نظر آتا ہے جبکہ یار لوگ تو ایسی کسی بہار سے سرے سے آشنا ہی نہیں ہو سکے' اس کا لطف حاصل کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا جو ہمارے قلم سے بے خیالی میں ٹپک پڑا۔ ورنہ اس وقت اصل مسئلہ صوبہ سرحد کے نام کی تبدیلی کا ہے جو جناب نواز شریف سمیت پوری قوم کے لئے درد سر بنا ہوا ہے۔ ہمیں اس وقت فارسی کی ایک مشہور کہاوت "رموز مملکت خویش خسرواں دانند" بڑی شدت سے یاد آ رہی ہے۔ پاکستان کے "خسرواں" کی حیثیت تو میاں نواز شریف کو حاصل ہے جبکہ صوبہ سرحد کے نام کی تبدیلی کو "رموز مملکت" کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے' عوامی نیشنل پارٹی (ANP) کے نام سے تو اگرچہ قومی پارٹی کا تاثر ابھرتا ہے مگر اس کی پالیسی اور نقطہ نظر کے جائزے کے بعد یہ مغالطہ آسانی سے رفع ہو جاتا ہے۔ ملک و ملت کے بہی خواہوں اور ماہرین فن کا کہنا ہے کہ اگر ہم گندم کی پیداوار میں خود کفیل ہونا چاہتے ہیں اور ملک کی بڑھتی ہوئی بجلی کی ضرورت پوری کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کالاباغ ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے۔ مگر ANP قومی ترقی کے اس منصوبے کی راہ میں "سد سکندری" کی طرح حائل ہے اور مسلم لیگ کو حاصل بھاری بھر کم مینڈیٹ بھی کالا باغ ڈیم جیسے سرد خانے میں پڑے منصوبے کو روبعمل لانے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ ہماری دانست میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر بھی "رموز مملکت" کے ذیل میں آتی ہے جسے ملک کے خسرواں ہی بہتر جانتے ہیں۔ صوبہ سرحد کے نام کو "پختونخوا" میں تبدیل کرنے کو اے این پی نے اپنی "موت" کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ جی ہاں یہ پارٹی اپنی موت مر چکی تھی مگر نظریہ پاکستان کی علمبردار جماعت مسلم لیگ کے قائد میاں نواز شریف نے اپنی سیاسی دوکان چمکانے اور بڑھانے کے لئے اس جماعت کے تن مردہ میں جان ڈال دی۔ چنانچہ اب یہ جماعت عربی ضرب المثل کے مطابق "سمن کلبک یاکلک" کے مصداق خود میاں صاحب ہی کے گلے پڑ گئی ہے۔ ولی خان نے اپنے والد باچا خان کی برسی پر کھل کر "پارلیمانی زبان" استعمال کی جس پر غیر پارلیمانی لوگ کافی برہم ہیں۔ صوبہ سرحد کے خدائی خدمت گار کو لوگوں نے "سرخ پوش" رہنما کا لقب دیا تھا جسے قدرے تصرف کے ساتھ ولی خان نے "سرخ بھونڈ" کے نام سے اپنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ ماضی کے روس کو "سرخ سویرا" کہتے تھے جس کی خیر سے ولی خان جیسے لوگ پوجا ہی کرتے تھے۔ اب وہ سرخ سویرا تو اپنی موت مر چکا ہے لہٰذا اگر "حسینوں کی زلفیں کہاں تیری قسمت......" کے مصداق ولی خان نے اے این پی کے گرداور چیلوں کو خود "سرخ بھونڈ" قرار دے دیا ہے تو آخر اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ ماضی کے خدائی خدمت گار اور سرخ پوش اگر حال کے "سرخ بھونڈ" کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں تو ہمیں اور آپ کو کیا ؟

اقوام متحدہ اور او آئی سی —— طالبان کی نظر میں

(طالبان کے معروف کمانڈر ملا داد اللہ کے انٹرویو سے اقتباس)

اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کا نظریہ کفری نظریہ اور ہمارا نظریہ اسلامی محمدی نظریہ ہے' وہ ہمارے خالص اسلامی نظریہ کو ختم کر کے اپنا کفری نظریہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہمارا جہاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے اور اس کا مقصد اسلام کو سربلند کرنا اور کفر کو نیست و نابود اور زیر کرنا ہے' ہمیں کسی شخص یا کسی ملک سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں' ہم اپنا کام اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جاری رکھے ہوئے ہیں' اللہ کے سوا کوئی طاقت ہمارے پیچھے نہیں' نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ موجودہ حالت میں ہماری حکومت کو تسلیم کرتی ہے تو کرے ورنہ ہم اپنے ہدف و نظر میں کسی قسم کی تبدیلی کے قائل نہیں' ہم ان شاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اپنے عقائد و نظریات پر قائم رہیں گے۔

او آئی سی

طالبان نے خالص اسلام نافذ کیا تو او آئی سی نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ طالبان نے ملک کو چودہ سو سال پیچھے دھکیل دیا' ظاہر ہے کہ چودہ سو سال پیچھے حضور اکرم ﷺ کی حکومت تھی۔ یہ کہہ کر جہاں او آئی سی نے طالبان حکومت کے خالص اسلامی حکومت ہونے کا اعتراف کر لیا وہاں اس کی خالص اسلام سے بیزاری بھی عیاں ہو گئی اور یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ او آئی سی بھی درحقیقت کفریہ طاقتوں کے ماتحت ہے اور اس میں شامل تمام ممالک میں برائے نام اسلامی حکومتیں ہیں۔

میرا عقیدہ ہے کہ کوئی ہماری حکومت کو تسلیم کرے نہ کرے' کوئی کفریہ طاقت نظام الٰہی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ روس کی (جس کو اپنے سپر طاقت ہونے پر گھمنڈ تھا) شکست اس کی واضح مثال ہے' لہٰذا تمام کفریہ طاقتوں اور ان کے ماتحت دبی ہوئی اسلامی حکومتوں کو روس کی ذلت آمیز شکست اور روس کے ایجنٹوں کی ہزیمت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور امارت اسلامیہ افغانستان میں کسی قسم کی مداخلت سے باز رہنا چاہئے' ورنہ تباہی اور بربادی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

(بحوالہ ضرب مومن' مرتب : سردار اعوان)

انقلاب کی صدائیں

قاضی غیاث الدین جانباز

پاکستان کا معاشرہ گزشتہ نصف صدی سے جاگیرداری کے جذام اور سرمایہ داری کے سرسام کا شکار ہے اور آج ان دونوں بیماریوں نے معاشرے کو اس سطح پر پہنچا دیا ہے کہ یہ فنا کے عمل سے گزر رہا ہے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری کے عوام دشمن نظام نے ملک کو خانہ جنگی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود ہمارے سیاست دان اور سیاسی جماعتیں اس نظام کی بقا کے لئے ہٹ دھرمی کر رہی ہیں' ہمارے دانشور اور صحافتی قلم کار ان ہی ہٹ دھرم سیاست دانوں کی پارسائی کے قصیدے لکھ رہے ہیں' اخبارات کے اداریئے دو جماعتی نظام کو امرت دھارا قرار دے رہے ہیں' جذام و سرسام کے مریض معاشرہ کے بے چارے عوام خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور جب ذرا حالات کے جبر سے چونکتے ہیں تو مایوسی کے عالم میں کہہ دیتے ہیں 'سب ہی چور ہیں اور پھر ان ہی چوروں اور لٹیروں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

ہماری نوجوان نسل حالات سے مایوس ہو کر اب ہتھیار اٹھانے لگی ہے جبکہ اسے ہتھیار کے صحیح استعمال کا علم اور طریقہ معلوم نہیں اور وہ کسی نہ کسی کا آلہ کار بن کر ہتھیار کا غلط استعمال کر رہی ہے 'جس کے نتیجے میں ملک میں دہشت گردی' قتل و غارت گری' چوری' ڈکیتی اور منشیات کا دھندا فروغ پذیر ہے۔ معاشرہ سے قانون کا خوف اور اللہ کا خوف دونوں ہی عنقا ہو چکے ہیں۔ جب آخرت کا خوف ہی دلوں سے مٹ جائے تو اللہ سے کون ڈرتا ہے۔ نظام کے کوڑھ اور سرسام نے سبھی کو کوڑھی اور سرسام زدہ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ قیادتیں ہماری پسندیدہ ہیں۔ دینی قیادتوں کو فرقہ پرستی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے سے فرصت نہیں۔ ایسے میں حق بات کون کہے' کیسے کہے اور کیوں کہے؟

ایسی صورتحال میں ملک اور اس کے تمام شہری بڑے نازک دور میں داخل ہو چکے ہیں اور وہ وقت زیادہ دور نہیں 'جب وہ دوراہا بہت جلد سامنے آ جائے گا' جب عام شہری کو آخری فیصلہ کرنا ہو گا کہ وہ کس سمت کی طرف مڑے۔ ان لمحات میں قیادت سے محروم عوام الناس کا قدم پھر غلط راستہ کی جانب اٹھ گیا تو معلوم نہیں کہ نتائج کتنے خوفناک ہوں گے۔ ان لمحوں میں خدا کا خوف یاد آیا بھی تو کس کام؟ کیونکہ اللہ بھی ان ہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرنے پر آمادہ ہوں۔ جو قومیں خدائی فرمان سے پہلو تہی کرنے لگتی ہیں تو ان قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہو کر رہتا ہے۔

ہمیں چودہ سو سال قبل رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ یہ تمام کائنات ایک حکیم و خبیر ہستی کی پیدا کردہ ہے اور اسی کے غیر متبدل قوانین کے تابع چل رہی ہے۔ اس کی تخلیق ایک عظیم مقصد کے لئے کی گئی ہے۔ انسانوں کو بھی اسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ نے انسانی زندگی کو اس کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے قرآن کے ذریعے رہنمائی عطا فرمائی ہے۔ اسی رہنمائی کی روشنی میں ختم المرسلین اور ان کے چاروں خلفاءؓ نے معاشرے کی تعمیر و تشکیل کی۔ جب تک مسلمانوں نے قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کی وہ بڑھتے چلے گئے لیکن جونہی وہ پیچھے ہٹنا شروع ہوئے ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔

قیام پاکستان کا مقصد یہی بتایا گیا تھا کہ اس میں اللہ کا قانون نافذ ہو گا لیکن نصف صدی سے وہی افرنگ کا قانون عدل' یہود کا نظام معیشت اور یورپ کا نظام سیاست چل رہا ہے۔ مانگے تانگے کے نظام نے پاکستان کے عوام کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے اور اللہ نے بھی اپنی مدد واپس لے لی ہے۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج ہماری عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں۔ اب تو اللہ نے اپنے گھروں کی حفاظت بھی ترک کر دی ہے۔ غور تو کیجئے کہ ٹرین بھی بے قابو ہوتی ہے تو اللہ کا گھر ڈھا دیتی ہے' جو کچھ بھی اس ملک میں پچھلے چند برسوں سے ہو رہا ہے وہ ہمارے اعمال کا ہی نتیجہ ہے اس میں اللہ کا قصور نہیں۔ اللہ نے تو فقط ہماری امداد و سرپرستی سے ہاتھ کھینچا ہے کیونکہ ہم اس کے تابع فرمان نہیں رہے۔ صدر مملکت رفیق تارڑ جب تک عدلیہ کے جج یا سینیٹر تھے تو انہیں بنیاد پرست اور عاشق رسولؐ کہلانا پسند ہوتا ہے اور جب ایوان صدر میں داخل ہوتے ہیں تو لبرل ہونے کا اعلان فرما دیتے ہیں۔ یوں اللہ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ لبرل کہتے کسے ہیں؟ ہوتا کیسا ہے؟ لبرل تو اکبر بادشاہ تھا جو مسجد جاتا تو نماز پڑھتا اور بت خانہ میں جا کر بتوں کو پرنام کرتا۔ یوں وہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کے لئے لبرل ہونے کا دعویٰ کرتا۔ ہمارے متقی صدر مملکت امریکنوں اور آزاد خیالوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے "عشق اکبر" میں مبتلا ہونے کا اعلان فرماتے ہیں تو اس کے بعد ملک میں عذاب و عتاب میں اضافہ نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟

ضیاء الحق مرحوم نے سرکاری دفتروں میں نماز کا نظام قائم کر کے فخر سے سر بلند کر لیا کہ اسلام نافذ کر دیا' نماز تو انگریز بھی پڑھنے سے نہیں روکتا۔ مغربی ملکوں کو بھی اپنے ملکوں میں ادائیگی نماز پر اعتراض نہیں۔ البتہ اگر ملکوں کے نمازیوں نے اللہ کا نظام معیشت و سیاست رائج کرنے کا مطالبہ کیا تب اعتراض بھی ہو گا اور رکاوٹ بھی ہو گی۔ خانہ کعبہ میں جب بتوں کا راج تھا' حضور نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرتے تھے تو کافروں نے اس پر اعتراض نہیں کیا لیکن جونہی اللہ کا نظام نافذ کرنے کی بات شروع ہوئی تو سردار الانبیاء کو مشق ستم بنایا گیا۔

پاکستان کا اصل مسئلہ جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کا خاتمہ ہے جسے حکمران طبقات بچانے میں مصروف ہیں۔ جب سے چند مذہبی جماعتوں نے جاگیرداری اور سرمایہ داری کے نظام کے خاتمہ پر زور دینا شروع کیا ہے' حکمران طبقات نے فرقہ پرستی کو رواج دے کر دہشت گردی شروع کرا دی ہے تاکہ عوام اللہ کے نظام کے نفاذ پر متحد نہ ہو سکیں۔ اللہ کا نظام اس وقت تک نافذ نہیں ہو گا جب تک جاگیرداری نظام ختم نہیں ہو جاتا اور جب تک انسانیت دشمنی پر مبنی سرمایہ داری نظام کی لعنت سے نجات نہیں پالی جاتی۔

بے نظیر کی حکمرانی تھی تو نواز شریف معاشی بدحالی کا رونا روتے تھے' اب نواز شریف حکمران ہیں تو وہی راگ ان کے مخالفین الاپ رہے ہیں۔ نہ میاں نواز شریف کہتے ہیں کہ جاگیرداری اور سرمایہ داری کا خاتمہ کئے بغیر معیشت بہتر ہو گی نہ اب ان کے مخالفین یہی حقیقت بیان کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ دونوں کا مفاد مشترکہ ہے۔ کوئی تو تباہ حال معیشت کا بہتر حل پیش کرے۔ سب کا منشور آئی ایم ایف اور عالمی بینک کی ترجیحات کی روشنی میں مرتب ہوتا ہے۔ موجودہ جماعتیں اور ان کی بالادست طبقات کی قیادتیں اپنے مفادات کے لئے ملک اور عوام کے ساتھ نصف صدی سے فریب کرتی چلی آ رہی ہیں۔ اب تیسری قوت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ تیسری قوت کی تشکیل کے مقاصد اور ترجیحات کیا ہیں؟ عوام انقلاب چاہتے ہیں۔ انقلاب جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خاتمہ کا تقاضا کرتا ہے۔ کیا تیسری قوت جاگیرداری نظام سے عوام کو نجات دلانے کی ہمت اور جرات رکھتی ہے؟

مہنگائی میں اگلے تین چار ماہ میں جو اضافہ ہو گا اس کے ہولناک نتائج برآمد ہوں گے۔ قیادت کے بغیر اگر عوام میدان میں آ گئے تو انارکی گلیوں سڑکوں پر راج کرے گی

(باقی صفحہ ۶ پر)

سرگودھا میں دورۂ ترجمہ قرآن

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے منیر ہسپتال سے متصل مین روڈ سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں خوبصورت عمارت کا ہال تنظیم اسلامی پاکستان سرگودھا کو مستقل طور پر حاصل ہو گیا ہے جس میں ماہ رمضان کے دوران نماز تراویح اور دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا۔

دسمبر ۹۷ء کے آخری ہفتہ میں رفقاء تنظیم اسلامی سرگودھا نے ایک دعوتی و تربیتی سہ روزہ منعقد کیا۔ جس میں دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کی دعوت گھر گھر اور فرداً فرداً پہنچائی گئی۔ تنظیم اسلامی سرگودھا کی طرف سے نقشہ اوقات سحری و افطاری مختلف مساجد میں اور گھروں میں ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا جس میں دورۂ ترجمہ قرآن کی تفصیلی دعوت درج تھی۔ مقامی اخبارات میں دورۂ ترجمہ قرآن کی خبر بھی شائع کرائی گئی۔

یکم رمضان المبارک کی رات مدرس قرآن جناب رحمت اللہ بٹر ناظم تربیت تنظیم اسلامی نے تعارف قرآن اور دورۂ ترجمہ کے پروگرام کا آغاز کیا۔ اس پروگرام میں ۲۷ رمضان المبارک تک باقاعدگی سے شرکاء کے لئے نسخہ ہائے قرآن مجید فراہم کئے گئے۔ روزانہ بارہ رکعت تراویح کے بعد مختصر وقفہ کیا جاتا جس میں شرکاء کی تواضع کی جاتی۔ عشرہ اول میں تقریباً پچاس افراد باقاعدہ طور پر پابندی کے ساتھ اس ایمان افروز اور روح پرور پروگرام میں شامل رہے۔ بعد ازاں شرکاء کی تعداد کچھ کم ہو کر ۳۵ ہو گئی جبکہ آخری طاق راتوں کو سو سے زائد احباب نے نورانی تجلیات کے اس پروگرام میں حصہ لیا اور کلام الٰہی کے احکام و پیغام سے آگاہی حاصل کی۔

دورۂ ترجمہ قرآن کی آخری شب (۲۷ رمضان المبارک) نماز کے اختتام پر جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر نے "قرآن ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے" کے موضوع پر احکام قرآن کا خلاصہ پیش کیا اور شرکاء محفل کو دعوت فکر و عمل دی۔ اس موقع پر جناب حاجی اللہ بخش صاحب امیر تنظیم اسلامی سرگودھا اور جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدر انجمن خدام القرآن سرگودھا نے قرآن ہال میں آئندہ کے مجوزہ پروگراموں کی تفصیل بیان کی اور حاضرین کو تنظیم اسلامی، تحریک خلافت اور انجمن خدام القرآن میں شمولیت کی بھرپور دعوت دی۔ شرکاء میں تعارف تنظیم اسلامی اور فارم رکنیت تقسیم کیا گیا اور اس طرح اختتامی دعا کے ساتھ ۲۷ روزہ پروگرام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ دورۂ ترجمہ کا یہ پروگرام روزانہ ساڑھے سات بجے سے شروع ہو کر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے شب تک جاری رہتا۔ چند رفقاء قرآن ہال میں ہی شب بسری کرتے رہے۔

اس پروگرام میں خواتین کے لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ تقریباً پندرہ خواتین نے باقاعدگی سے دورۂ ترجمہ کے پروگرام میں شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شرکاء کو قرآن فہمی کی مزید توفیق عطا فرمائے اور قرآن حکیم کے انقلابی پیغام پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

انجمن خدام القرآن سرگودھا کا جلسہ تاسیس

منیر ہسپتال مین روڈ سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا سے متصل نئی تعمیر شدہ خوبصورت عمارت میں ایک وسیع و عریض خوبصورت ہال میسر ہونے پر تنظیم اسلامی کے رفقاء نے انجمن خدام القرآن سرگودھا کے تاسیسی جلسہ کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلہ میں رفقاء نے ایک دعوتی و تربیتی سہ روزہ (۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۹۷ء) لگایا جس کے دوران انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ شہر کے تعلیم یافتہ اور اسلام سے لگاؤ رکھنے والے افراد کو تحریری طور پر شرکت کی دعوت دی۔

۲۸ دسمبر ۹۷ء کو ساڑھے دس بجے صبح جلسہ کا آغاز ہوا۔ جلسہ کی صدارت جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد نے کی۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے "دعوت رجوع الی القرآن" کے موضوع پر ایک مفصل خطاب میں واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت 'نعمت ہدایت' ہے اور ہدایت کا منبع و سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم کو پڑھنے پڑھانے کا کام الحمدللہ دینی مدارس اور دارالعلوم کر رہے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں مغرب کی بے خدا سائنس اور یورپ کے ملحدانہ فلسفہ و فکر نے بحیثیت مجموعی عوام الناس کے بالعموم اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں بالخصوص خدا، وحی، نبوت اور آخرت پر ایمان کی بنیادوں کو کمزور کر دیا ہے۔ لہٰذا تجدید ایمان کی اس مہم میں اولین اہمیت معاشرے کے اس فہیم عنصر اور ذہین اقلیت کو حاصل ہے جو از خود معاشرے کی ذہنی اور فکری قیادت کے منصب پر فائز ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خالصتاً قرآن حکیم کی بنیاد پر ایک ایسی زبردست علمی تحریک برپا کی جائے جو ایک طرف اعلیٰ علمی سطح پر ملحدانہ افکار و نظریات کا موثر ابطال کرے اور دوسری طرف ٹھوس علمی استدلال کی مدد سے حقائق ایمانی کا واضح اثبات کرے۔ نیز ثابت شدہ سائنسی حقائق کے بارے میں قرآن حکیم کے نقطہ نظر سے تطبیق پیدا کرے۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے قرار داد تاسیس پیش کی اور اس کے اغراض و مقاصد واضح کئے۔ انجمن خدام القرآن میں شمولیت کے فارم شرکاء میں تقسیم کئے گئے۔ کافی احباب نے رکنیت اختیار کی۔ اجلاس میں ایک عبوری مجلس منتظمہ قائم کی گئی جو درج ذیل احباب پر مشتمل ہے۔ صدر: ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب، سیکرٹری جنرل: ملک خدا بخش صاحب، ناظم مالیات: حاجی اللہ بخش صاحب، اعزازی محاسب: عماد الدین صاحب۔

نیکیوں کا موسم بہار
رفقاء گجرات نے کیسے منایا؟

تنظیم اسلامی گجرات کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن جامع مسجد فاروق اعظم محلہ قلعہ شمالی گجرات میں ہوا، جس میں روزانہ بعد نماز تراویح دو سے اڑھائی گھنٹے تک تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کا ترجمہ کیا جاتا۔ مدرس کے فرائض ناظم تنظیم اسلامی گجرات جناب عبدالرؤف نے سرانجام دیئے۔ اس پروگرام میں احباب و رفقاء کی حاضری ۲۲ تا ۴۰ تک رہی۔ حاضرین نے ذوق و شوق اور ثابت قدمی کے ساتھ پروگرام میں شرکت کی۔ چونکہ کم دورانیے کی وجہ سے دوران رمضان پورے قرآن کا ترجمہ مکمل نہیں ہو سکا تھا، اس لئے شرکاء کی طرف سے رمضان کے بعد اس پروگرام کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ لہٰذا ان دنوں روزانہ ایک گھنٹہ باقاعدگی سے ترجمہ قرآن کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اب تک ہم سورۃ الشوریٰ تک پہنچ چکے ہیں، امید ہے کہ اس ماہ کے آخر تک ترجمہ قرآن کی تکمیل ہو جائے گی۔

اس سلسلے کا دوسرا پروگرام مسجد بلال محلہ غازی پورہ میں ہوا جس میں مدرس کے فرائض جناب پروفیسر اشرف ندیم نے ادا کئے۔ یہ پروگرام بعد نماز تراویح تقریباً ایک گھنٹہ کے دورانیے پر مشتمل تھا جس میں قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا گیا۔

- جامع مسجد ممدہ غربی میں رمضان کے دوران بعد نماز فجر پروگرام ہوا جس کے مدرس میاں اشرف تھے۔ اس میں احباب کی تعداد ۴۰ تا ۶۰ تک رہی۔ میاں اشرف صاحب روزانہ ایک رکوع کا ترجمہ پنجابی زبان میں بیان کرتے رہے۔
- مسجد رضائے حبیب نزد دفتر تنظیم اسلامی گجرات میں بعد نماز فجر قرآن حکیم کے اہم مضامین کا خلاصہ بیان کیا جاتا رہا، مدرس ناظم تنظیم اسلامی گجرات جناب عبدالرؤف تھے۔ (رپورٹ: مزمل حسین)

اسرہ کمال آباد راولپنڈی کا دعوتی کیمپ

انسان خاکی سے پہلے زمین پر فساد کا باعث جنات تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو یہ سلسلہ خیر و شر رحمان اور شیطان کے بندوں میں تقسیم ہو گیا۔ آج یہود و ہنود مختلف شیطانی ہتھکنڈوں کے ذریعے فساد فی الارض پھیلا رہے ہیں۔ ان حالات میں رحمان کے ماننے والوں کے کیا فرائض ہیں اور انہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس مقصد کے لئے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے اسرہ

کمال آباد میں ڈھوک سیداں روڈ پر ایک دعوتی کیمپ لگایا۔ یہ کیمپ صبح ۷/۲۷ رمضان المبارک کو لگایا گیا جو کہ خالصتاً دعوتی نوعیت کا تھا۔ رفقاء نے مختلف گروپوں کی شکل میں گلیوں، محلوں اور دکانوں پر جاکر عوام الناس کو دین کی دعوت دی۔ اس مقصد کے لئے پمفلٹ تقسیم کئے گئے، مکتبہ بھی لگایا گیا اور ساتھ ہی ساتھ سپیکر پر امیر محترم کے آڈیو کیسٹس، امر بالمعروف نہی عن المنکر، اسلامی انقلاب کے لئے التزام جماعت اور لزوم بیعت دکھلائے گئے۔ وقفہ وقفہ سے سپیکر پر جناب شادمان صدیقی، طلعت پاشا اور اشتیاق حسین نے قیام پاکستان کا مقصد، نیو ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں ہماری انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں اور تنظیم اسلامی کیوں بنائی گئی؟ جیسے موضوعات پر گفتگو کی۔ یہ پروگرام دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : بشیر محمد شاد)

ختم قرآن کی تقریبات سے
مولانا غلام اللہ حقانی کے خطابات

۱۳/ جنوری کو ایک ختم قرآن شریف کے سلسلے میں جامعہ العلوم الشرعیہ ورسک میں ختم قرآن کے بعد ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام اللہ حقانی نے قرآن مجید کے حقوق بیان کئے۔ جامعہ کے مہتمم حاجی بادشاہ زادہ نے مولانا کو جامعہ آنے اور خطباء کرام کو قرآن مجید کی تعلیمات سے روشناس کرانے کی پیشکش کی۔ جامعہ کے نوخیز طلبہ نے بھی جدید دور کے تقاضوں کو سمجھنے اور قرآن مجید کے انقلابی طریقہ کار کی ترویج و اشاعت کی پرزور حامی بھرلی۔

۱۷/ جنوری کو اوچ کی جامع مسجد میں ختم قرآن شریف ہوا، مولانا حقانی اس پروگرام میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو تھے۔ اختتامی خطاب کرتے ہوئے مولانا نے "فہم انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اہل علاقہ نے اس پروگرام کو سراہا اور مولانا سے استدعا کی کہ وہ گاہے بگاہے قرآن مجید کی تعلیمات سے لوگوں کو باخبر کیا کریں۔

۲۶/ جنوری کو باجوڑ کے نقیب اسرہ فیض الرحمٰن کی دعوت پر ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن غلام اللہ حقانی باجوڑ گئے۔ وہاں دورۂ ترجمہ قرآن کے اختتام پر باجوڑ کے ممتاز اور جید عالم دین مولانا دوست محمد نورستانی نے خطاب کیا۔ نقیب اسرہ باجوڑ فیض الرحمٰن نے قرآن مجید کے حقوق پر روشنی ڈالی۔

نماز عصر کے بعد مولانا غلام اللہ خان حقانی نے سورۂ فاتحہ کا درس دیا۔ یہ ایک روزہ پروگرام تھا لہٰذا اگلے دن بعد از نماز فجر مولانا حقانی نے سورۃ الجمعہ کی مرکزی آیت کا درس دیا اور قرآن مجید کی اس عظیم آیت کے حوالے سے وہ بنیادی طریقہ واضح کیا جس کے ذریعے تاریخ انسانی کا عظیم انقلاب برپا ہوا تھا، یعنی انقلاب محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ مولانا حقانی نے علاقہ کے دیندار طبقہ سے اپیل کی کہ وہ اقامت دین کے لئے اس طریقے کو اختیار کریں، جو حضورؐ سے ثابت ہے۔ (رپورٹ : حاجی قاسم)

تنظیم اسلامی راولپنڈی کے
رفقاء کا پرامن مظاہرہ

تنظیم اسلامی راولپنڈی کے زیر اہتمام ایک مظاہرہ ہوا جس کی قیادت ناظم حلقہ شمس الحق اعوان نے کی۔ مظاہرین نے پلے کارڈ اور بینرز اٹھا رکھے تھے، جن پر ذیل میں دیئے گئے مختلف نعرے درج تھے۔

ہمارے معاشی مسائل کا واحد حل۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے نجات۔

امریکی دہشت گردو! عراق پر حملے سے باز آجاؤ۔

دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد اور خائن امریکہ ہے۔

یو۔ این۔ او اور امریکہ کی تابعداری، اللہ سے دشمنی اور ملت سے غداری ہے۔

مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے شمس الحق اعوان صاحب نے کہا کہ "سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ اپنے آپ کو دنیا کی واحد سپرپاور خیال کرتا ہے، طاقت کے نشے میں اسے اخلاقی قدروں کا احساس نہیں ہے۔ یہودی دماغ اور امریکی ہاتھ مل کر ساری دنیا کو کنٹرول کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ورلڈ بینک اور اقوام متحدہ ان کے آلہ کار بن چکے ہیں۔ جس ملک سے امریکہ ناراض ہوتا ہے وہ اس کے خلاف اقوام متحدہ سے قرار داد منظور کرواکر حملے کا جواز تلاش کرلیتا ہے۔ عراق کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یو۔ این۔ او کی قرار دادیں اگر اتنی ہی مقدس ہیں تو ہندوستان اور اسرائیل سے ان کی پابندی کیوں نہیں کروائی جاتی؟ اگر ایٹمی ہتھیار اتنے ہی خطرناک ہیں تو امریکہ کے ہاتھ میں یہ کیونکر مفید ہو سکتے ہیں؟ یو۔ این۔ او کو امریکہ کے خلاف بھی قرار داد منظور کرنی چاہئے لیکن یہاں تو جنگل کا قانون رائج ہے۔ جو چیز مسلم دنیا کے لئے ناجائز ہوتی ہے وہی امریکہ کے لئے جائز ہو جاتی ہے۔

امریکہ نے اگر عراق پر حملہ کیا تو اس سے تیسری عالمی جنگ چھڑ جائے گی، جو روایتی ہتھیاروں تک ہی محدود نہ رہے گی بلکہ اس میں ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار بھی استعمال ہوں گے جو انسانیت کے مستقبل کے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ دشمن ملک سے بڑھ کر اور کون دہشت گرد ہو سکتا ہے؟ اس کی دھاندلی اور سینہ زوری کا یہ عالم ہے کہ ایف سولہ طیاروں کی رقم بھی وصول کر رکھی ہے اور ہمیں طیارے بھی نہیں دیئے۔ اسے خائن نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ ایسے خائن اور دہشت گرد ملک سے دوستی ہمارے حکمرانوں کو بہت محبوب ہے۔ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو پاکستان کے عوام اٹھ کھڑے ہونے پر مجبور ہوں گے۔

ناظم حلقہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ "ورلڈ بینک قرضوں کے چکر میں پھنسا کر پاکستان کو رفتہ رفتہ غلام بنا رہا ہے۔ تیرہ کروڑ عوام کو کچھ معلوم نہیں کہ قرضے کن لوگوں نے لئے اور کہاں خرچ کئے۔ چند لوگوں کے کمیشنوں کی سزا پوری قوم بھگت رہی ہے۔

انہوں نے ورلڈ بینک کے اہلکاروں کو خبردار کیا کہ "اگر تمہیں اپنے قرضوں کی واپسی درکار ہے تو سوئس بینکوں سے قومی خزانے کی لوٹ مار کرنے والے سیاستدانوں کی رقوم نکلوا کر اپنا حساب بے باک کرلیں ورنہ بھوکی قوم کے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے!۔ انہوں نے قوم سے اپیل کی ہے کہ "ہمارے معاشی، سماجی اور سیاسی مسائل کا واحد حل، اسلامی انقلاب میں ہے جس کے لئے تنظیم اسلامی کام کر رہی ہے۔ اس کا ساتھ دے کر ملک کو اسلام کے نظام عدل و قسط کا گہوارہ بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی
کے تحت شب بسری پروگرام

اس سلسلے کا پہلا پروگرام ۲۱ فروری بعد نماز عشاء ساڑھے آٹھ بجے بمقام قرآن اکیڈمی ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن میں منعقد کیا گیا۔ مرکز سے آمدہ احکامات کے تحت پروگرام میں کچھ تبدیلی کرکے سب سے پہلے امیر محترم کے اس خطاب کا ویڈیو کیسٹ جو انہوں نے ملتزم رفقاء سے جانشینی کے سلسلے میں ۱۴ فروری ۹۸ء کو کیا تھا، دکھایا گیا۔ تقریباً ۷۰ شرکاء نے ڈیڑھ گھنٹہ کا خطاب نہایت دلچسپی اور توجہ سے دیکھا۔ اس کے بعد ۱۵ منٹ کے لئے چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد جناب محمود عالم میاں نے ادعیہ ماثورہ کے ضمن میں چار دعائیں بلیک بورڈ پر لکھ کر حاضرین کو یاد کرانے کی کوشش کی۔ انہوں نے ان دعاؤں کی اہمیت اور ترجمہ بھی بیان کیا۔ اس کے بعد جناب حافظ علاؤ الدین جو قرآن کالج میں استاد اور تنظیم اسلامی لاہور غربی کے امیر ہیں، نے طہارت کے بنیادی مسائل بیان کئے۔ حاضرین نے ان مسائل کو توجہ سے سنا۔ بعد ازاں اس ضمن میں ان سے سوالات بھی کئے جن کے انہوں نے تشفی بخش جوابات دیئے۔ آخر میں پروگرام کے انچارج جناب اشرف وصی نے ایمان اور اس کے نتائج کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے مختلف تمثیلوں سے واضح کیا کہ اگر ہمیں حقیقی ایمان یعنی تصدیق بالقلب والا ایمان حاصل ہو جائے تو ہمارا دنیا میں کیا رویہ ہوگا۔ انہوں نے تمام شرکاء کو اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کی دعوت دی۔ (رپورٹ : محمود عالم میاں)

راولپنڈی شہر میں عربی گرامر کلاس

رمضان المبارک میں راولپنڈی شہر کے اسرہ جات شکریال و ڈیفنس کالونی کے رفقاء نے عربی گرامر کلاس کے اجراء کا پروگرام بنایا۔ یہ کلاس ۳ رمضان المبارک سے علاقہ کے مشہور سکول آصف پبلک سکول میں شروع ہوئی اور ۲۵ رمضان المبارک تک جاری رہی۔ رفقاء و احباب کی حاضری ۳۰ تا ۳۵ رہی، شرکاء کلاس کا ذوق و شوق دیدنی تھا۔ معلم کے فرائض تنظیم کے معتمد جناب نوید عباسی نے سرانجام دیئے۔ آصف پبلک سکول میں عربی کلاس کا دوبارہ اجراء ۸ فروری ۹۸ء سے شروع ہوا۔ شرکاء کی تعداد ۲۰ تا ۲۵ ہوتی ہے۔ (رپورٹ : امجد سعید اعوان)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۸
سالانہ زرتعاون -/۲۵ا روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم امہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

ملائشیا کا اقتصادی بحران، خواتین نے زیورات پیش کر دیئے

ملائشیا کو اقتصادی بحران سے نکالنے کے لئے ملک کی خواتین نے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھانے کے لئے اپنے زیورات دینے کی پیشکش کر دی ہے۔ وزیراعظم مہاتیر محمد نے اس سلسلے میں "ایسان ونتیا نام ٹرسٹ فنڈ" قائم کیا ہے جس میں عورتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سونے کے زیورات فروخت کر کے اس کی رقم کو بینکوں میں جمع کرائیں تاکہ ملکی اقتصادی صورتحال کو استحکام حاصل ہو سکے۔

ترکی نے طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا

ترک حکومت نے افغانستان کی طالبان حکومت کو مذاکرات کی دعوت دے دی ہے۔ حکومتی ترجمان احمد اندیکان نے کہا ہے کہ اس سے پہلے ترکی نے طالبان مخالف اتحاد کے ساتھ تعلقات کی حمایت کی تھی لیکن اب ہمارے خیال میں طالبان انتظامیہ سے بات کرنا بہتر ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل ترک حکومت نے طالبان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

فلپائنی مسلمانوں نے آزاد ملک کے قیام کا اعلان کر دیا

جنوبی فلپائن کے ۱۴ صوبوں اور ۹ شہروں پر حکمران مسلمانوں کی تنظیم مورو اسلامک لبریشن فرنٹ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے زیر قبضہ علاقوں کو آزاد مملکت قرار دے دیا جائے تاکہ اگلے ہفتہ اور تنظیم کے مابین مصالحتی مذاکرات کے ذریعے سازگار ماحول پیدا کیا جا سکے۔ یہ مطالبہ فرنٹ کے فوجی سربراہ محمد مراد نے اپنے زیر کنٹرول علاقہ کے مشہور شہر "کوتابوتو" سے جاری شدہ ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ۲۶ سے ۲۸ فروری تک دارالحکومت منیلا میں ہونے والے مذاکرات کے لئے پرامن فضا پیدا کرنے کے لئے مسلم اکثریتی علاقوں کو مسلمانوں کی ملکیت تسلیم کرنا ضروری ہو گا۔ ان علاقوں کو آزاد کرانے کے بعد وہاں اسلامی قوانین نافذ کر دیئے گئے ہیں۔ مذاکرات میں اسلامک لبریشن فرنٹ کے وفد کی قیادت تنظیم کے چیئرمین غزالی جعفر کریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مسلم اکثریتی آبادی والے ۱۴ صوبے اور ۹ شہر فلپائن کے جنوبی جزیرے میں واقع ہیں جو ملک کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس علاقے میں دو عشروں سے مسلمان الگ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے مسلح جدوجہد کر رہے ہیں۔

عراق کے حق میں پروپیگنڈہ، آٹھ فلسطینی صحافی گرفتار

فلسطینی پولیس نے مقامی ٹیلی ویژن کے آٹھ صحافیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں معروف صحافی ایجنسی فرانس پریس کے نمائندہ حمدی فرائی بھی شامل ہیں۔ ان صحافیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ یہ حکام کی منظوری و اطلاع کے بغیر ہی عراق کے حق میں پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ فلسطینی اتھارٹی نے ان صحافیوں کو گرفتار کرنے کے بعد علاقے کا ٹیلی ویژن سٹیشن بھی بند کر دیا ہے۔

فرانس کی عدالت سے ۴۰ مسلمانوں کو سزا

فرانس کی ایک عدالت نے ۴۰ مسلمانوں کو دس سال قید کی سزا سنائی ہے، ان لوگوں پر الجزائر کی مسلح اسلامی تنظیم "جی آئی اے" کو امداد فراہم اور فرانس میں دھماکے کرنے کا الزام بھی ہے۔

بھارتی حکومت سے مسلم کش فسادات کی تحقیقات کا مطالبہ

بھارت کی چھ مسلمان تنظیموں نے مشترکہ طور پر حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۹۹۲ء اور اس کے بعد ہونے والے مسلم کش فسادات کی تحقیقات کرائی جائے۔ ان تنظیموں نے کہا ہے کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے اور ہندو انتہاپسند جماعت بی جے پی واضح طور پر مسلمانوں کو کچلنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ ان تنظیموں نے کہا ہے کہ اگر بھارتی مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے ان کا تحفظ نہ کیا گیا تو مسلمانوں میں بھارت سے علیحدگی کے جذبات جنم لیں گے۔ مذکورہ مطالبات بذریعہ خط حکومت تک پہنچا دیئے ہیں۔

امریکہ عالم اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، خامنہ ای

ایران کے روحانی رہنما آیت اللہ خامنہ ای نے کہا ہے کہ امریکہ عالم اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جنوبی صوبہ ہرمستان میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دشمن اپنی تمام تر سازشوں اور طاقتوں کے باوجود اسلام جیسے عظیم مذہب میں ہلکی سی لغزش پیدا نہیں کر سکیں گے۔

ترکی میں مرد کی برتر حیثیت ختم کرنے کی سفارش

ترکی کے ایک سرکاری مشن نے سفارش کی ہے کہ ایسے تمام قوانین ختم کر دیئے جائیں جن کے تحت گھر کا سربراہ مرد ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ ترکی کے ۷۲ سال پرانے خاندانی قانون میں لکھا ہے کہ "مرد خاندان کا سربراہ ہے" سرکاری کمیشن نے اس پیراگراف کے خاتمہ کی سفارش کی ہے۔ کمیشن نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ شادی کے لئے لڑکے اور لڑکی کی عمر بڑھا کر ۱۸ سال مقرر کر دی جائے جبکہ موجودہ قانون کے مطابق لڑکی کم از کم ۱۶ سال اور لڑکا ۱۷ سال کا ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ کمیشن نے طلاق کے قانون میں اصلاحات کی سفارش کی ہے کہ مرد اور عورت کو طلاق کے ضمن میں مساوی درجہ دیا جائے۔

کابل میں ہزاروں افراد کے سامنے ہاتھ کاٹنے کی سزا

کابل میں طالبان حکومت نے ہزاروں افراد کے سامنے ایک چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا۔ اس سزا پر عملدرآمد سے پہلے ریڈیو پر بار بار سزا دینے کے بارے میں اعلان کیا جاتا رہا۔ طالبان حکومت نے افغانستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ کر دیا ہے۔